مناسکِ حج

مختصر مناسکِ حج

(چار مشہور مراجع کے فتاویٰ کے مطابق)

نظر ثانی کے بعد نئے مسائل کے اضافے کے ساتھ

جدید ایڈیشن۔ تاریخ اشاعت: ستمبر 2009

از

مولانا صادق حسن

فہرست

عازم حج کیلیے چند اہم ہدایات	4
حج کس پر واجب ہے	5
تقلید	10
خمس	12
قرآت	13
حج کا طریقہ	14
عمرہِ مفردہ / عمرہِ تمتع ایک نظر میں	16

مختصر طریقہ	16
عمرہِ تمتع	18
میقات	19
نذر	21
احرام کے باقی واجبات	23
تلبیہ	25
محرمات	28
چند اہم مسئلے	28
خانہ کعبہ کا طواف	32
نمازِ طواف	35
سعی	36
حلق یا تقصیر	38
مکہ میں کیا کریں	39
حجِ تمتع	41
احرام باندھنا	42
عرفات میں ٹھہرنا	42
مشعر الحرام میں ٹھہرنا	43
دو اہم مسئلے	44
منیٰ کی طرف روانگی	44
کنکریاں مارنا	44
اہم نوٹ	46

قربانی	46
سر منڈوانا یا تقصیر	48
اعمالِ مکہ	50
طواف	51
نمازِ طواف مکہ	51
سعی	51
طواف النساء	51
نمازِ طواف النساء	52
منیٰ میں رات گزارنا	53
رمی الجمرات	53
منیٰ سے واپسی	54
چند قابلِ توجہ امور	55
عمرہ مفردہ	56
دوسرے عمرے	57
نیابت کے چند مسئلے	59
عورتوں سے متعلقہ چند اہم مسائل	59
اگر حج کے پہلے حصے میں حیض آجائے	60
اگر حج کے دوسرے حصے میں حیض آجائے	63
حجِ افراد	64

عازمِ حج کیلئے چند اہم ہدایات

حج اسلام کا ایک اہم رکن، ایک عظیم الشان عبادت اور اہم ترین فریضہ ہے۔ جسکی ادائیگی صاحبِ استطاعت پر واجب ہے۔ اس سلسلے میں مرد، عورت، جوان یا بوڑھے میں کوئی امتیاز نہیں۔ اگر واجب ہونے کے بعد حج نہ کیا تو مروی ہے کہ جب وہ مرے گا تو یہود کی موت مرے گا یا عیسائی کی اور قیامت کے دن بھی وہ یہودی اور عیسائی کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔ جبکہ دوسری طرف حج کرنے والے کی لیے یہ خوشخبری ہے کہ اسکے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ اتنا پاک ہو جاتا ہے جتنا اس دن تھا جب وہ پیدا ہوا تھا۔ اب ہر مومن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس اہم ترین فریضہ کو انجام دے اور غفلت نہ برتے۔ چونکہ حج قبول ہونے کی صورت یہی ہے کہ اسے صحیح طریقے سے شریعت کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق ادا کیا جائے۔ اس لیے اس کتابچہ کو مرتب کیا گیا اور کوشش کی گئی ہے کہ اسے ان چار مراجع کے فتاوی کی روشنی میں تحریر کیا جائے جن کی تقلید مومنین کی اکثریت کرتی ہے۔

حج کس پر واجب ہے:

جس شخص میں مندرجہ ذیل شرائط پائی جاتی ہوں۔ اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

۱۔ بالغ ہو۔

۲۔ عاقل ہو۔

۳۔ آزاد ہو۔

۴۔ اتنا وقت ہو کہ مکہ جا کر تمام اعمالِ حج بجالا سکے۔

۵۔ آنے جانے کے لیے سواری اور سفر کے اخراجات (مثلاً مکہ میں قیام وطعام اور قربانی) موجود ہوں۔

۶۔ جن لوگوں کا نان ونفقہ اس پر واجب ہے انہیں اپنی واپسی تک کے اخراجات دینے کے پیسے ہوں۔

۷۔ راستہ محفوظ ہو یعنی راستہ میں جان، مال اور عزت کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

۸۔ صحت کے اعتبار سے سفر کے قابل ہو یعنی ایسا مرض یا کمزوری نہ ہو کہ راستے کی مشکلات برداشت نہ کر سکے۔

۹۔ حج سے واپسی پر اپنے اور گھر والوں کے لیے روزی کما سکے۔

مسئلہ:

جسطرح اپنی استطاعت سے حج واجب ہوتا ہے اسی طرح اگر کوئی اور حج کرنے کے لیے رقم دے تو حج واجب ہو جاتا ہے اور اس حج کو انجام دینے کے بعد پھر زندگی بھر دوبارہ حج واجب نہیں ہوتا ہے۔ چاہے بعد میں اپنی حیثیت بھی ہو جائے۔ مثلاً باپ اپنی نو سالہ بالغ بیٹی کو اگر رقم دے کر حج کروا دے۔

اہم نوٹ:

۱۔ اگر ماں یا باپ نے حج نہیں کیا تو اولاد پر سے حج ساکت نہیں ہوتا کیونکہ ماں باپ یا بیوی کو حج کرانا واجب نہیں ہے جبکہ خود حج کرنا واجب ہے۔ اس لیے اگر کسی شخص کے پاس صرف اپنے حج کے پیسے ہیں تو خود اسی کو حج کرنا ہے دوسرے کو نہیں دے سکتا۔

۲۔ اگر اپنے بیٹے یا بیٹیوں کی شادی نہ ہوئی ہو تو حج معاف نہیں ہوتا ہے اسلئے اگر کسی کی بیٹیاں ہوں تو چاہے وہ غیر شادی شدہ بھی نہ ہوں تب بھی حج واجب ہے۔

۳۔ عورت اگر صاحب حیثیت ہے تو اس پر بھی حج واجب ہے چاہے اسکے شوہر پر واجب نہ ہو۔ عورت کے حج میں محرم کی شرط نہیں ہے۔ عورت بغیر محرم کے بھی حج پر جاسکتی ہے۔ بس شرط یہ ہے کہ سفر میں عزت و آبرو محفوظ ہو۔

۴۔ اگر کسی شخص نے قرض لیا ہے لیکن قرض ادا کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا اور حج کے خرچ کے برابر رقم آگئی تو پہلے حج کرے گا بعد میں قرض ادا کرے گا۔ صرف مقروض ہونے کی وجہ سے حج معاف نہیں ہے۔ (البتہ آقا سیستانی کا مسئلہ اس سلسلے میں ذرا تفصیل طلب ہے جسکے لیے انکی کتاب یا علماء سے رجوع کریں)

۵۔ انسان کے پاس اس حیثیت سے زائد جو چیز ہے مثلاً مکان، زمین یا کوئی اور چیز تو اس پر واجب ہے کہ اسے فروخت کرکے حج پر جائے۔

۶۔ اگر عورت کے پاس اس کی حیثیت سے زائد زیورات ہیں یا عورت اب اتنی بوڑھی ہو چکی ہے کہ اسے زیورات کی ضرورت نہیں رہی تو اسے فروخت کرکے حج پر جائے۔ اسی طرح اگر عورت کے مہر کی رقم اتنی ہے کہ حج کا خرچ پورا ہو سکتا ہے اور یہ مہر اسے مل بھی سکتا ہے تو اسے طلب کرکے حج پر جائے۔

۷۔ اگر کسی پر زکوۃ یا خمس واجب ہے اور اسکے پاس صرف اتنے پیسے ہوں کہ اگر زکوۃ یا خمس نکالے گا تو حج کا خرچ پورا نہ ہو سکے گا اس صورت میں پہلے زکوۃ و خمس نکالے اور اس پر حج واجب نہیں رہے گا۔

۸۔اگر کوئی اتنا بوڑھا یا کمزور ہو کہ حج کے سفر کی مشکلات برداشت نہ کر سکتا ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے لیکن پہلے حج واجب تھا اور کر سکتا تھا اس وقت انجام نہ دیا اب بوڑھا یا کمزور ہو گیا تو جسطرح بھی ممکن ہو حج پر جائے اور اگر بالکل مجبور ہے تو اپنی زندگی میں دوسرے کو بھیجے۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو وصیت کرے۔

۹۔ جس شخص پر حج واجب ہے اگر وہ مر گیا تو اس کے ترکہ سے پہلے حج کی رقم نکالی جائے۔ یہ رقم نکالے بغیر ترکہ تقسیم کرنا حرام و گناہ ہے۔

۱۰۔ جب حج واجب ہو جائے تو فوراً(یعنی اسی سال) ادا کرنا واجب ہے۔ تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔ مرنے والے کی طرف سے بھی حج پہلے ہی سال ادا ہونا چاہیئے۔ (البتہ آقا سیستانی کے نزدیک تاخیر کی گنجائش ہے اگرچہ تاخیر خلافِ احتیاط ہے)۔

[مرنے والے کی طرف سے یا زندہ کی طرف سے نیابت کرنے والے میں چند شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ اسکا ذکر کتاب کے آخر میں کیا گیا ہے۔ (دیکھئے صفحہ نمبر ۱۶۴)]

۱۱۔ اگر حج واجب ہو تو عمرہ یا زیارات سے پہلے اس کو انجام دینا ہو گا۔ عموماً ایک خاندان کے دو یا تین افراد کا عمرہ و زیارات کا خرچ ایک واجب حج کے برابر ہوتا ہے۔ اگر سب اپنے اپنے مال سے زیارت کر رہے ہوں تو امکان ہے کہ حج واجب نہ وہ لیکن اگر کوئی ایک شخص (مثلاً سربراہِ خاندان) سب کا خرچ برداشت کر رہا ہو تو زیادہ امکان ہے کہ اس پر خود حج واجب ہو۔ ایسی صورت میں بہتر ہے کہ کسی عالمِ دین یا مسائل سے واقف شخص سے رجوع کر لیں۔

۱۲۔ جب کسی میں مذکورہ شرائط پائی جائیں تو اس پر حج واجب ہو جاءے گا۔ اس پر واجب حج کو "حجِ اسلام" کہتے ہیں۔ اسکی تین قسمیں ہیں۔ مگر دو قسمیں جن کو حجِ افراد وحجِ قران کہا جاتا ہے۔ فقط ان لوگوں پر واجب ہے جو مکہ کے ارد گرد ۹۰ کلومیٹر (تقریباً ۵۲ میل) کے اندر رہتے ہیں۔ اس لیے ان کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے مکہ سے ۹۰ کلومیٹر سے زیادہ فاصلے پر رہنے والے دنیا بھر کے تمام مومنین پر حج کی تیسری قسم جسے تمتع کہتے ہیں واجب ہے اور اسی کا طریقہ بیان کیا جائے گا مگر اس سے قبل تین باتوں کا جان لینا اشد ضروری ہے۔

۱۔ تقلید ۲۔ خمس ۳۔ قراءت

۱۔ تقلید

دین کے احکام پر عمل کرنے کے لیے تقلید بھی لازم ہے۔ تقلید سے مراد ہے کہ امورِ دین میں اپنے دور کے بلحاظِ علم سب سے بڑے عالم (مجتہدِ اعلم) کے فتاویٰ کی پیروی کی جائے اور تمام مسائل شرعیہ صرف اور صرف اسی کے بتائے ہوے طریقہ کے مطابق انجام دیے جائیں۔ اسکے بغیر سارے اعمال خصوصاً حج باطل ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ تقلید زندہ مجتہد کی ہو۔ مردہ مجتہد کی تقلید (خواہ وہ علم و تقوٰی کے اعتبار سے کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو) نہیں کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح مردہ مجتہد کی تقلید پر خود اپنی رائے سے باقی بھی نہیں رہا جاسکتا ہے بلکہ اسکے لیے پہلے شرائط پر پورا اترنے والے زندہ مجتہد کی تقلید کی جائے گی پھر اسکے فتویٰ و نظریئے کے مطابق مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہا جاسکتا ہے۔

آقائے سیستانی کے نزدیک مردہ مجتہد اگر زندہ سے زیادہ علم رکھتا تھا تو اسکی تقلید پر باقی رہنا واجب ہے اور یہ وجوب صرف پرانے مسائل کی حد تک نہیں ہے بلکہ نئے مسائل (جن کی اسکی زندگی میں ضرورت نہ پڑی تھی) میں بھی اسکے فتویٰ پر عمل کرنا ہو گا۔

چند اہم مسائل:

۱۔ تقلید مرد کی طرح عورت پر بھی واجب ہے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ اسی کی تقلید کرے جسکی تقلید میں اسکا شوہر یا دوسرے رشتہ دار ہیں بلکہ وہ اپنی تحقیق کے مطابق عمل کرے گی۔

۲۔ جس مجتہد کی ہم تقلید کرتے ہیں اگر کسی مقام پر حتمی رائے نہ دے بلکہ احتیاط واجب کا لفظ استعمال کرے تو اس مسئلہ میں (اور صرف اسی مسئلہ میں) ہم اسکے بعد جو دوسرا بڑا مجتہد ہے اسکی رائے پر عمل کر سکتے ہیں۔ نیز اگر ہمارا مجتہد کسی مسئلہ میں احتیاط واجب کا لفظ استعمال کرے اور دوسرے بڑے زندہ مجتہد کا فتویٰ معلوم نہ ہو سکے تو پھر اپنے ہی مجتہد کی احتیاط واجب پر عمل کرنا لازم ہو گا۔

۳۔ احتیاط واجب کے علاوہ صرف اور صرف اپنے ہی مجتہد کے فتویٰ کی پابندی کرنا ہو گی خواہ آسان محسوس ہو یا مشکل۔

۴۔ اسکی اجازت نہیں ہے کہ دورانِ حج بعض مسائل میں ایک مجتہد کے فتویٰ پر عمل کیا اور بعض مسائل میں دوسرے کے۔ سوائے اسکے کہ دوسرے کا فتویٰ احتیاط کے زیادہ قریب ہو (یعنی زیادہ مشکل ہو)۔

۵۔ ایسی کتاب پر بھی عمل نہیں کر سکتے جسکے بارے میں معلوم نہ ہو کہ یہ ہمارے مجتہد کے فتویٰ کے مطابق لکھی گئی ہے یا نہیں۔ خواہ کتاب میں کسی انتہائی معتبر شخص، عالم یا ادارے نے کسی دوسرے مرجع کے فتویٰ بھی تحریر کئے ہوں۔

خلاصہ:

پس اگر حج کرنے والا اب تک کسی مجتہد کی تقلید میں نہیں ہے تو اپنے حج کو باطل ہونے سے بچانے کیلئے فوراً تقلید کرے جو حج کے علاوہ دیگر اعمال کے لئے بھی ضروری ہے۔

۲۔ خمس

اگر کسی پر زکوٰۃ یا خمس واجب ہے تو پہلے ان کو ادا کرنا ہو گا ورنہ حج حرام ہو جائے گا اور اگر اسی مال سے احرام خرید اجائے تو حج غلط بھی ہو جائے گا۔ جو حضرات باقاعدگی سے خمس ادا کرتے ہوں ان کے لئے تو حج پر جانے سے قبل خمس کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ البتہ جنہوں نے اب تک خمس ادا نہیں کیا وہ حج پر جانے سے پہلے جس مجتہد کی تقلید میں ہو ان کے نمائندے سے رجوع کریں تا کہ اس حیثیت سے بھی حج صحیح ہو سکے۔ اس مسئلہ میں خواتین خصوصی طور پر متوجہ ہوں۔

نوٹ: وہ مومنین یا مومنات جو اپنے مال سے حج نہیں کر رہے ہیں بلکہ کوئی اور انکا خرچ برداشت کر رہا ہے۔ اگر آقا خوئی یا آقا سیستانی کی تقلید میں ہوں تو ان پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے چاہے یہ معلوم ہو کہ مال دینے والے نے اسکا خمس نہیں دیا۔ بشر طیکہ مال ملنے سے لے کر حج مکمل ہونے تک سال بھر نہ گزرا ہو۔ البتہ آقا خمینی و آقا خامنائی کی تقلید میں ہوں اور معلوم نہیں ہے کہ خرچ کرنے والا ہم پر جو مال خرچ کر رہا ہے اُس پر خمس ہے یا نہیں تو ان کے لئے بھی کوئی ذمہ

داری نہیں لیکن اگر یقین ہو کہ ہم پر خرچ کی جانے والی رقم پر خمس واجب ہے جو نہیں دیا گیا تو رہبر کے کسی نمائندے سے رجوع کریں۔ تا کہ حج صحیح ہو سکے۔

۳۔ قرآت

حج کا ایک واجب جز نمازِ طواف ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ حج پر جانے والے کی نماز بھی صحیح ہو۔ اگر یقین یا اطمینان ہو کہ نماز صحیح ہے تب تو خیر، ورنہ کسی عالم یا قابل اعتبار دیندار شخص سے اپنی نماز کی تصدیق کروالی جاءے۔ خصوصاً عربی الفاظ کی صحیح انداز سے ادائیگی۔ اسی طرح وضو و غسل کی درستگی کا بھی یقین حاصل کر لیا جائے۔

نیز تلبیہ (لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْک) بھی درست طریقے سے ادا کرنے کی مشق کر لی جائے

اکثر لوگ حج سے اس لئے بھی گھبراتے ہیں کہ اس میں لمبی لمبی دعائیں و عربی عبارتیں پڑھنا ہوں گی)۔ واضح رہے کہ حج اعمال کے انجام دینے یا کرنے کا نام ہے۔

اس میں پڑھنے والی صرف دو چیزیں واجب ہیں۔

۱۔ تلبیہ (لبیک اللھم لبیک)

۲۔ طوافِ نماز

باقی حج میں پڑھنے والی کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

حج کا طریقہ

مکہ اور اسکے اطراف میں رہنے والوں کے علاوہ ہر ایک پر جو حج واجب ہے وہ حجِ تمتع کہلاتا ہے اور یہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ یہ دونوں حصے مل کر ایک پورا حج قرار پاتے ہیں اور واجب فریضہ ادا ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ حج بدل، سنتی حج اور احتیاطی حج کا طریقہ بھی یہی ہے۔

اسکے پہلے حصے میں ایک عمرہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ جو عمرہ تمتع کہلاتا ہے اور دوسرے حصے کو حجِ تمتع کہتے ہیں۔ چونکہ پورے حج کا نام بھی حجِ تمتع ہے اور صرف دوسرے حصے کا نام بھی یہی ہے اسلئے غلط فہمی سے بچنے کے لیے اس کتاب میں پورے حج کو حجِ اسلام اور صرف دوسرے حصے کو حجِ تمتع لکھا جائے گا۔

واضح رہے کہ حج کا پہلا حصہ (عمرۂ تمتع) اس عمرہ سے الگ ہے جو عام دنوں میں انجام دیا جاتا ہے۔ جسکو عمرۂ مفردہ کہتے ہیں۔ لیکن سفر حج کے دوران عمرۂ مفردہ بھی انجام دیا جاتا ہے (بلکہ بعض اوقات تو شروع میں عمرۂ مفردہ ہی انجام دینا ہوتا ہے اور حج کی باری بعد میں آتی ہے) اسلئے عمرۂ تمتع کے بیان کے بعد تھوڑا سا ذکر عمرۂ مفردہ کا بھی کیا جائے گا۔

عمرہ ایک نظر میں

عمرہِ مفردہ / تمتع

واجبات:

۱۔ میقات سے احرام باندھنا

۲۔ طواف: خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا

۳۔ مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نمازِ طواف پڑھنا

۴۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا

۵۔ سر مونڈنا (حلق) سر کے تھوڑے سے بال کاٹنا (تقصیر)

۶۔ طواف النساء کرنا

۷۔ دو رکعت نمازِ طواف النساء پڑھنا

مختصر طریقہ:

پہلے عمرہِ تمتع انجام دینا ہے۔ جس میں پانچ چیزیں واجب ہیں

۱۔ احرام باندھنا

۲۔ خانہ کعبہ کا طواف

۳۔ طوافِ کعبہ کی دو رکعت نماز

۴۔ صفاو مروہ کے درمیان سعی

۵۔ تقصیر(یہاں پر عمرہِ تمتع مکمل ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر کوئی عمرہِ مفردہ کر رہا ہو تو اسکے مزید دو واجبات انجام دینا ہوں گے)۔

۶۔ طواف النساء

۷۔ طواف النساء کی نماز

عمرہِ تمتع مکمل ہو جانے کے بعد ۸ ذالحجہ (یا ۹ ذالحجہ) کو حج کا دوسرا حصہ حجِ تمتع شروع ہو گا جس میں ۱۳ واجبات ہیں

۱۔ احرام باندھنا

۲۔ ۹ ذالحجہ کو زوالِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک میدانِ عرفات میں قیام

۳۔ ۱۰ ذالحجہ کو فجر سے طلوعِ آفتاب تک مزدلفہ میں قیام

۴۔ ۱۰ ذالحجہ کو صرف بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا

۵۔ اسکے بعد قربانی کرنا

۶۔ پھر حلق یا تقصیر (عورتوں کیلیے صرف تقصیر)

۷۔ گیارہ اور بارہ ذالحجہ کو منیٰ میں آدھی رات کا قیام

۸۔ گیارہ اور بارہ ذالحجہ کو تینوں شیطان کو کنکریاں مارنا

۹۔ حج کا طواف

۱۰ نمازِ طواف

۱۱ حج کیلیے صفاو مروہ کی سعی

۱۲۔ طواف النساء

۱۳۔ طواف النساء کی نماز

عمرہِ تمتع

اب ہم حج کے طریقے و مسائل پر تفصیلی گفتگو کرتے ہیں۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ اس عمرہ میں پانچ چیزیں واجب ہیں۔

۱۔ احرام:

احرام باندھنے کیلیے چار چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ میقات

۲۔ دو چادریں پہننا

۳۔ نیت

۴۔ تلبیہ ادا کرنا

میقات:

شریعت نے احرام باندھنے کے لیے چند جگہیں مقرر کی ہیں جن کو میقات کہا جاتا ہے۔ اور بغیر احرام کے ان سے آگے مکہ کی طرف بڑھنا جائز نہیں ہے۔ البتہ ایک اجازت یہ دی ہے کہ حج یا عمرہ کرنے والا چاہے تو نذر کر کے میقات سے پہلے احرام باندھ سکتا ہے اور پھر اسے میقات کی طرف جانے کی اجازت نہیں ہے۔ احرام باندھنے کے لئے کونسا میقات یا

طریقہ بہتر ہے؟ اس کا دارومدار ہر حاجی یا عمرہ کرنے والے کے پروگرام پر ہے۔ عام طور پر لوگ تین طریقوں سے مکہ جاتے ہیں۔

ا)۔ پہلے مدینہ کی زیارات پھر حج کے لیے مکہ جانا:

ایسے افراد جب مدینہ کی زیارات سے فارغ ہو کر مکہ جائیں تو مدینہ سے ٦ میل کے فاصلے پر مسجدِ شجرہ (اس علاقے کو ابیارِ علی بھی کہتے ہیں) واقع ہے جو بذاتِ خود ایک میقات ہے۔ پس وہاں سے حج کا احرام باندھا جائے گا۔

اا)۔ پہلے مکہ جا کر حج کرنا اور پھر مدینہ کی زیارات کرنا:

ایسے افراد جدہ پہنچ کر وہاں سے جحفہ جائیں جو خود ایک میقات ہے اور وہاں سے حج کا احرام پہنیں۔ البتہ ان کو یہ اختیار بھی ہے کہ جدہ پہنچنے سے پہلے (اپنے وطن یا جہاز میں) نذر کر کے احرام پہنیں (آقا سیستانی جدہ سے نذر کی بھی اجازت دیتے ہیں) لیکن پہلے اسکی تفصیل دیکھ لیں جو تیسرے طریقے میں بیان کی جا رہی ہے۔

ااا)۔ پہلے مکہ جانا اور پھر حج سے پہلے مدینہ جا کر دوبارہ مکہ آ کر حج کرنا:

ایسے افراد عمرۂ مفردہ کا احرام پہن کر مکہ آئیں۔ جس کے لیے اوپر والے طریقے کے مطابق انکو دونوں اختیار ہیں اور پھر مدینہ جا کر واپسی میں حج کا احرام مسجدِ شجرہ سے باندھیں گے۔ انکو پہلے عمرۂ مفردہ کا احرام اسلئے پہننا ہے کہ جو شخص حج کا احرام باندھ کر ایک دفعہ مکہ میں آ جائے پھر وہ حج مکمل ہونے تک مکہ سے نہیں نکل سکتا ہے جبکہ ان افراد کو حج سے پہلے مدینہ جانا ہے۔

نذر:

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ دوسرے اور تیسرے پروگرام کے مطابق مکہ آنے والے جحفہ جا کر احرام باندھیں۔ لیکن انکو یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ نذر کر کے احرام باندھ لیں اس صورت میں انہیں جحفہ یا کسی اور میقات جانے کی ضرور نہیں۔

نذر کے معنی فاتحہ دلانے یا مٹھائی پر کچھ پڑھ کر تقسیم کرنے کے نہیں ہیں۔ بلکہ اسکا مطلب ہے کہ انسان اللہ سے ایک وعدہ کرے اور اسکے الفاظ بھی زبان سے ادا کرے جو اسطرح سے ہوں گے۔

"میں اللہ کے لئے اپنے آپ پر لازم قرار دیتا/دیتی ہوں کہ اپنے حج اسلام کے عمرۂ تمتع کا احرام (یا عمرۂ مفردہ کا احرام)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سے باندھوں گا/گی۔ (خالی جگہ پر اس مقام کا نام لیں جہاں سے احرام باندھنا ہے)۔

اس نذر کے احکام و شرائط وہی ہیں جو عام طور پر نذر شرعی کی ہوتی ہیں۔ جس میں ایک اہم شرط یہ ہے کہ شادی شدہ عورت اپنے شوہر سے اجازت لے (تفصیل اپنے مرجع کی توضیح المسائل میں دیکھیے)

آقا خوئی، امام خمینی و آقا خامنائی کے نزدیک اپنے شہر یا جہاز میں جدہ پہنچنے سے ۴۰-۴۵ منٹ قبل یہ نذر کر کے وہیں سے احرام باندھنا ہے۔ جدہ سے نذر کر کے بھی احرام نہیں باندھ سکتے۔ البتہ آقا سیستانی نذر کر کے جدہ سے احرام باندھنے کی اجازت دیتے ہیں۔

چونکہ نذر کر کے احرام باندھنے میں جہاز کا سفر کرنا ہو گا جو کہ خواتین کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے مگر مردوں کے لئے حالتِ اختیار میں بند گاڑی کا سفر جائز نہیں ہے۔ اسلیے امام خمینی اور آقا خامنائی کے مرد مقلدین اس صورت میں نذر کر کے احرام باندھ سکتے ہیں۔ جب احرام باندھنے کی جگہ سے مکہ پہنچنے تک رات کا سفر ہو۔ اسی طرح آقا سیستانی کے مرد مقلدین اس مسئلہ کا خیال جدہ سے مکہ پہنچنے تک کریں یعنی جدہ سے مکہ حتی الامکان رات میں سفر کریں چاہے اسکے لئے جدہ ائرپورٹ پر دن ختم ہونے تک ٹھہرنا پڑے البتہ آقا خوئی اجازت دیتے ہیں کہ دن و رات دونوں صورتوں میں نذر کر کے احرام باندھا جاسکتا ہے چاہے اسکے لئے بعد میں بند سواری کا سفر کرنا پڑے البتہ بعد میں سواری کے سفر کا کفارہ دینا ہو گا جسکی تفصیل آگے آرہی ہے۔

نوٹ: واضح رہے کہ امام خمینی و آقا خامنائی کے نزدیک اگر عمداً بھی دن میں بند سواری کے سفر کی نذر کی گئی تو نذر و احرام صحیح ہے البتہ انسان گناہ گار ہو گا جبکہ آقا سیستانی کے نزدیک گناہ کے علاوہ اس نذر و احرام کی صحت میں اشکال ہے (البتہ مسئلہ میں فالاعلم کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے)۔

بعض افراد کو غلط فہمی ہے کہ نذر کی اجازت اس مجبوری میں دی گئی تھی کہ پہلے میقات تک کے راستے بہت خطرناک و مشکل تھے۔ اور اب یہ صورت نہیں ہے اسلئے اب نذر سے احرام جائز نہیں ہے۔ یہ ایک غلط فہمی ہے اور نذر کی اجازت کا کوئی تعلق مجبوری سے نہیں ہے۔ بلکہ حالتِ اختیار میں بھی نذر سے احرام جائز ہے۔

اگرچہ جدہ سے نذر کرکے بھی احرام کی اجازت نہیں ہے (سوائے آقا سیستانی کے) لیکن اگر کوئی مجبور ہو جائے مثلاً اسکا ارادہ جدہ سے میقات جا کر وہاں سے احرام باندھنے کا تھا لیکن جدہ پہنچ کر سواری کا انتظام نہ ہو سکا، کوئی حکومتی رکاوٹ آگئی تو پھر جدہ سے بھی نذر کرکے احرام باندھ سکتے ہیں۔ البتہ ایسے افراد کو چاہیئے کہ جب حدودِ حرم شروع ہوں تو وہاں دوبارہ احرام کی نیت کرلیں۔

احرام کے باقی واجبات:

میقات کے علاوہ احرام کے واجبات میں تین مزید چیزیں شامل ہیں

۱۔ دو چادریں پہننا

۲۔ نیت کرنا

۳۔ تلبیہ پڑھنا

جو اشخاص جہاز ہی سے یا اپنے شہر سے احرام باندھ کر آنا چاہتے ہیں انکے لیے ایک چوتھا واجب یعنی نذر کرنا بھی ضروری ہے۔ جو ان تینوں سے پہلے واقع ہوئی ہے۔ اور اسکا طریقہ تحریر کیا جاچکا ہے۔ پھر یہ تین عمل ہوں گے۔ طریقہ درج ذیل ہے۔

احرام کے دو کپڑے پہننا:

احرام میں دو کپڑے پہننا واجب ہے۔ ایک ایسا کپڑا جو کمر سے گھٹنے کو چھپا لے، دوسرے ایک چادر جس سے دونوں شانے چھپے رہیں، کپڑا اس سے کم نہیں ہونا چاہیے، زیادہ ہو سکتا ہے یہ مردوں کے لیے واجب ہے۔ عورت کے لیے یہ کپڑے پہننا واجب نہیں ہے۔ وہ چاہے تو اپنے عام لباس کو بھی احرام قرار دے سکتی ہے لیکن بہتر ہے کہ وہ بھی دو کپڑوں کا احرام باندھیں۔ ان کپڑوں میں مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ ضروری ہے:

١)۔ یہ کپڑے بغیر سلے ہوں (عورت اگر چاہے تو سلے ہوئے کپڑے پہن سکتی ہے)۔

٢)۔ پاک ہوں۔

٣)۔ خالص ریشم نہ ہو (عورت بھی خالص ریشم نہیں پہن سکتی)۔

٤)۔ ایسے جانور کی کھال یا بال کا بنا ہوا نہ ہو جس کا گوشت حرام ہے۔

٥)۔ اتنے باریک نہ ہوں کہ اندر سے جسم نظر آئے۔

نوٹ:۔ اگر احرام باندھنے کے بعد کسی وقت یہ کپڑے نجس ہو جائیں تو فوراً پاک کر لیں یا بدل دیں، البتہ وہ خون جو حالتِ نماز میں معاف ہے لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

٢۔ نیت کرنا:

احرام کے کپڑے پہننے کے بعد نیت کریں:

"میں حجِ اسلام کے عمرۂ تمتع کے لیے احرام باندھتا / باندھتی ہوں قربۃً الی اللہ"۔

٣۔ تلبیہ پڑھنا:

نیت کے بعد تلبیہ پڑھنا واجب ہے، جو یہ ہے:

(لَبَّیکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیکَ۔ لَبَّیکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیکَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَتَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیکَ)۔

جن جملوں کے نیچے لائن کھینچی گئی ہے وہ واجب ہیں۔ بقیہ حصہ مستحب ہے۔ مگر بہتر ہے کہ حتی الامکان اسے بھی ادا کریں۔ البتہ خواتین خیال رکھیں کہ اگر نامحرم آواز سن رہا ہو تو تلبیہ آہستہ پڑھیں۔

ان الفاظ کو صحیح عربی تلفظ کے ساتھ ادا کریں۔ اگر خود ادا نہ کر سکیں تو کسی سے مدد لیں جو ان الفاظ کو ادا کروادے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو جسطرح ممکن ہو سکے ان کلمات کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔

نوٹ:

۱)۔ ان کلمات کو صرف ایک دفعہ کہنا واجب ہے۔ البتہ مستحب ہے کہ مکہ پہنچنے تک تلبیہ کو سوتے جاگتے، بلندی پر چڑھتے اُترتے دہراتے رہیں۔

عمرہِ تمتع کرنے والے کو حدودِ حرم شروع ہوتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کر دینا چاہیے

۲)۔ احرام باندھنے کی لیے وضو یا غسل ضروری نہیں البتہ غسل کرنا سنت ہے۔

۳)۔ وقتِ احرام کوئی نماز پڑھنا بھی ضروری نہیں البتہ ۶ رکعت یا ۲ رکعت نماز بجالانا سنت ہے اور اگر ادا یا قضا نماز کے بعد احرام باندھیں تو وہ زیادہ بہتر ہے۔ پھر سنت نماز کی بھی ضرورت نہیں۔

۴)۔ احرام کی چادروں کا ہر وقت پہننا ضروری نہیں، انہیں اتارا بھی جا سکتا ہے، بدلا بھی جا سکتا ہے۔ نجس ہو جائیں تو پاک بھی کیا جا سکتا ہے۔

۵)۔ احرام کی حالت میں اگر کسی پر غسل واجب ہو جائے تو احرام پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ صرف غسل کرکے چادر بدل لیں یا پاک کرکے انہی کو دوبارہ پہن لیں۔

۶)۔ احرام کی حالت میں اگرچہ مردوں کے لیے سلے ہوئے کپڑے پہننا حرام ہے مگر کمر پر بیلٹ باندھی جاسکتی ہے جس میں رقم یا ضروری کاغذات رکھے جاتے ہیں۔ غیر مسلم ممالک سے آنے والی چمڑے کی بیلٹ سے بچیں۔

۷)۔ احرام میں گرہ بھی لگا سکتے ہیں اور سیفٹی پن وغیرہ کا استعمال بھی کر سکتے ہیں۔

۸)۔ عورت اگر ماہواری میں ہے تو اسی حالت میں احرام باندھا جا سکتا ہے۔

۹)۔ مردوں کیلیے احرام میں کم از کم دو چادریں ضروری ہیں لیکن اگر دو سے زائد چادریں یا مثلاً سردی کی وجہ سے گرم شال یا کمبل اوڑھنا چاہیں تو اجازت ہے۔ البتہ مرد سر اور کان نہیں چھپا سکتے ہیں جبکہ عورت چہرہ نہیں چھپا سکتی ہے۔

۱۰۔ احرام اپنے ہی پیسوں سے خریدنا ضروری نہیں بلکہ کسی دوسرے کا استعمال شدہ احرام خواہ عمرہ میں استعمال ہوا ہو یا حج میں اسکی اجازت سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۱۱)۔ جس مقام سے احرام پہننا ہے ضروری نہیں کہ احرام کی چادریں وہیں پہنی جائیں بلکہ سہولت و آسانی کی خاطر اس سے پہلے کے کسی مقام سے بھی پہنی جا سکتی ہیں۔ البتہ نیت و تلبیہ وہیں پہنچ کر ادا کیا جائے گا۔ پس اگر مدینہ سے واپسی میں مسجدِ شجرہ سے احرام باندھنا ہے تو مدینہ ہی سے احرام کی چادریں باندھ کر چل سکتے ہیں تا کہ مسجدِ شجرہ میں صرف نیت و تلبیہ کہنے کی ضرورت رہ جائے اور سامان کھول کر کپڑے تبدیل کرنے وغیرہ کی زحمت نہ ہو۔ اسی طرح اگر جہاز میں احرام باندھنا ہے تو سامان کھولنے کی زحمت سے بچنے کی خاطر جہاز میں سوار ہونے سے پہلے احرام کی چادریں پہنی جا سکتی ہیں۔ تا کہ دورانِ سفر جہاں سے احرام باندھنا ہو وہاں صرف نیت و تلبیہ کے بعد شروع ہو جاتی ہیں۔

محرمات:

احرام پہننے کے بعد چند چیزیں حرام ہو جاتی ہیں ان میں سے بعض عام حالات میں بھی حرام ہیں۔ البتہ احرام کی وجہ سے انکی تاکید بڑھ جاتی ہے اور ان میں سے ۲۱ مرد و عورت دونوں پر حرام ہیں۔ جبکہ چار چیزیں صرف مردوں پر حرام ہیں اور دو صرف عورتوں پر۔

وہ ۲۱ چیزیں جو احرام کی حالت میں مرد و عورت دونوں پر حرام ہیں درج ذیل ہیں:

۱۔ خشکی کے جانور کا شکار کرنا

۲۔ اسلحہ ساتھ رکھنا

۳۔ عورتوں کے ساتھ ہمبستری

۴۔ عورتوں کے ساتھ بوس و کنار

۵۔ عورت کے جسم کو لذت کے ارادہ سے مس کرنا۔

۶۔ اجنبی عورت پر شہوت سے نگاہ کرنا۔

۷۔ استمناء کرنا (یعنی خود کسی طریقے سے منی نکالنا)

۸۔ نکاح کرنا یا پڑھنا

۹۔ خوشبو استعمال کرنا۔

۱۰۔ سُرمہ لگانا

۱۱۔ آئینہ دیکھنا۔

۱۲۔ تیل ملنا

۱۳۔ بدن سے بال اکھاڑنا

۱۴۔ ناخن کاٹنا

۱۵۔ جسم سے خون نکالنا

۱۶۔ کسی چیز کو زینت کے ارادے سے استعمال کرنا خواہ وہ گھڑی یا انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔

۱۷۔ جسم پر پائے جانے والے کیڑے یا جوں وغیرہ مارنا۔

۱۸۔ جھوٹ بولنا، گالیاں دینا وغیرہ۔

۱۹۔ جدال۔ یعنی واللہ باللہ یا اسی طرح کے دوسرے الفاظ سے قسم کھانا

۲۰۔ دانت اکھاڑنا

۲۱۔ حرم سے گھاس وغیرہ اکھاڑنا۔

وہ چار چیزیں جو حالتِ احرام میں صرف مرد پر حرام ہیں۔ عورت کیلیے جائز ہیں:

۱)۔ سر چھپانا

۲)۔ بند چھت والی سواری میں سفر کرنا (البتہ رہبر نے رات کو اجازت دی ہے، آقا سیستانی بھی رات کو اجازت دیتے ہیں اگر بارش نہ ہو)۔

۳)۔ ایسی چیز پہننا جو پاؤں کے اوپر کے حصے کو مکمل چھپالے مثلاً جراب موزہ وغیرہ۔

۴)۔ سِلا ہوا کپڑا پہننا۔

یہ چار چیزیں عورت کیلیے جائز ہیں بلکہ اگر نامحرم دیکھنے والا ہو تو موزے وغیرہ (یا کسی طرح سے بھی پیر چھپانا) احرام میں بھی واجب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح دو چیزیں ایسی ہیں جو حالتِ احرام میں صرف عورت پر حرام ہیں۔

۱۔ اپنے چہرے کو نقاب وغیرہ کی مانند کپڑے وغیرہ سے چھپانا۔

۲۔ دستانہ پہننا: بعض مراجع (مثلاً آقا سیستانی) ہر قسم کے دستانے کو حرام قرار دیتے ہیں اور بعض مراجع (مثلاً آقا خوئی) صرف ایک خاص قسم کے دستانے کو حرام قرار دیتے ہیں۔

نوٹ:

۱۔ مذکورہ تمام چیزیں حالتِ احرام میں حرام ہیں۔ ان میں سے کچھ کے انجام دینے سے گناہ اور کفارہ دونوں واجب ہو جاتے ہیں اور کچھ کے انجام دینے سے کفارہ تو واجب نہیں ہوتا ہے البتہ صرف گناہ ہوتا ہے، جسکے لیے استغفار واجب ہے۔

۲۔ جب کفارہ واجب ہو جائے تو اسے مکہ میں دینا چاہیئے۔ مگر چونکہ آجکل وہاں یہ عمل بہت مشکل ہے۔ اسلئے وطن واپس پہنچ کر بھی دیا جاسکتا ہے۔

۳۔ کفاروں کی تفصیلات اس مختصر رسالے میں لکھنے کی گنجائش نہیں، اسلئے علمائے دین سے یا مفصل کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔ البتہ بعض اہم چیزوں کا بیان ضروری محسوس ہوتا ہے۔

۱۔ حالتِ احرام میں آئینہ دیکھنا مرد و عورت پر حرام ہے۔ لیکن بے خیالی میں یا اچانک نگاہ پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ بعض مراجع کا نظریہ یہ ہے کہ عمداً آئینہ دیکھنا بھی اسی صورت میں حرام ہے جب زینت کا ارادہ ہو۔ پس کسی اور وجہ سے مثلاً چہرے پر زخم وغیرہ کو چیک کرنے کے ارادے سے) آئینہ دیکھنا جائز ہے۔

۲۔ حالتِ احرام میں خوشبو کا ہر طرح سے استعمال (کھانا، سونگھنا، لگانا) حرام ہے مگر اس میں یہ بھی واضح رہے کہ بدبو سے بچنے کیلیے ناک بند کرنا بھی حرام ہے۔ البتہ بدبو والی جگہ سے تیزی سے گذرا جاسکتا ہے۔ خوشبو میں واضح رہے کہ خوشبو والے صابن اور ٹوتھ پیسٹ کا استعمال بھی شامل ہے۔

۳۔ احرام میں مردوں کے لئے سر کے علاوہ کان چھپانا بھی حرام ہے بعض مراجع کے نزدیک (مثلاً آقا سیستانی احتیاط کی بناپر) کان کا ذرا سا حصہ چھپانا بھی حرام ہے۔ اسلئے مرد موبائیل فون اسطرح استعمال نہیں کرسکتے کہ وہ کان سے مس ہو۔ البتہ آقا خامنہ ای کے نزدیک اسکی اجازت ہے۔ واضح رہے کہ یہ مسئلہ صرف مردوں کے لیے ہے، عورتوں کو کان چھپانے کی اجازت تمام مراجع دیتے ہیں اسلئے وہ موبائل فون استعمال کرسکتی ہیں۔

۴۔ البتہ چہرہ چھپانے میں مرد و عورت کا مسئلہ بدل جاتا ہے۔ بلکہ بعض مراجع (مثلاً آقا سیستانی) چہرے کے کچھ حصے کو چھپانے کی اجازت بھی نہیں دیتے (بنابر احتیاط) اسلئے گرد و غبار سے بچنے کے لیے ماسک کا استعمال بھی صحیح نہیں ہے۔ البتہ جو مراجع (مثلاً آقا خامنہ ای) چہرے کی کچھ حصہ چھپانے کو جائز سمجھتے ہیں وہ اس ماسک کا استعمال بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ مسئلے کا یہی فرق تولیہ کا استعمال، رومال و ٹیشو وغیرہ کے استعمال میں بھی ہے (آقا سیستانی ناک پونچھنے کی اجازت دیتے ہیں)۔

۵۔ (الف) مردوں کے لئے احرام میں چھت والی سواری کا سفر جائز نہیں۔ البتہ دن کے وقت سفر کی حرمت تو متفقہ ہے لیکن رات کے وقت ایسی سواری کے سفر میں اختلاف ہے۔ (مرحوم آقا خوئی اور کئی دیگر مراجع رات کے وقت بھی سفر کو حرام قرار دیتے ہیں۔ آقا خمینی نے رات کے سفر کی اجازت دی ہے۔ آقا خامنہ ای نے اسے خلافِ احتیاط قرار دیا ہے۔ آقا سیستانی نے بارش کی حالت میں منع قرار دیا ہے ورنہ رات کے سفر کی اجازت ہے۔ واضح رہے کہ یہ مسئلہ صرف مردوں کا ہے، خواتین و نابالغ لڑکوں کو بند گاڑی کے سفر کی اجازت ہے۔)

(ب) اگر مرد نے بند گاڑی کا سفر کر لیا (خواہ جان بوجھ کر یا مجبوری میں) تو اس سے عمرہ یا حج غلط نہیں ہوتا ہے۔ البتہ اسکا کفارہ دینا ہوگا۔

(ج) اس مجبوری کا کفارہ ایک دنبہ یا ایک بکرا ہے جسکا گوشت ایسے مستحقین میں تقسیم ہو گا جو غریب بھی ہو اور شیعہ بھی۔ ایسے اداروں مثلاً دینی مدارس و یتیم خانوں کو بھی یہ گوشت یا بکرا دیا جا سکتا ہے۔ جس میں سارے مستحقین ہوں۔ واضح رہے کہ جانور کا گوشت ہی تقسیم کرنا ہو گا۔ رقم تقسیم کرنے سے ذمہ داری پوری نہ ہو گی۔ البتہ کسی ایسے قابلِ بھروسہ شخص کو روپے دیئے جاسکتے ہیں جس پر مکمل یقین ہو کہ وہ اس سے جانور ذبح کروا کر اسکا گوشت مستحقین کو پہنچادے گا۔

(د) کفارہ دینے کی کوئی مدت نہیں ہے۔ البتہ جتنا جلد دے دیں بہتر ہے۔

(ھ) اگر کبھی ایک احرام کے دوران خواہ احرام حج کا ہو یا عمرہ تمتع کا یا عمرۂ مفروہ کا ایک سے زائد مرتبہ بند گاڑی میں سفر کرنا پڑے۔ مثلاً جو لوگ جہاز میں احرام باندھ لیتے ہیں انہیں جدہ ائرپورٹ پر اتر کر مکہ آنے کے لئے پھر بند بس یا ٹیکسی میں سفر کرنا ہو گا تو کفارہ صرف ایک ہی دینا ہو گا۔ واضح رہے کہ یہ مسئلہ ہر حرام چیز کے کفارے کا نہیں ہے بلکہ ہر ایک کے الگ الگ احکام ہیں۔ مثلاً سلے ہوئے کپڑے پہننا بھی حرام ہے لیکن جتنے کپڑے پہنے جائیں سب کا الگ الگ کفارہ واجب ہوتا ہے

(و) بیوی یا محرم عورتوں کے ہاتھ یا جسم کو بغیر لذت کے مس کرنا جائز ہے مثلاً ہجوم میں طواف کرنے کیلیئے یا سڑک عبور کرنے کیلیے ان کا ہاتھ تھامنا۔

۲۔ خانہ کعبہ کا طواف:

احرام کے مرحلے سے فارغ ہونے کے بعد اب مکہ آکر باقی اعمال انجام دینا واجب ہے۔ مکہ میں داخل ہونے کے بعد چاہیں تو سب سے پہلے عمرہ مکمل کرلیں اور چاہیں تو پہلے آرام کرلیں۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے رہائش کا انتظام کر کے کچھ دیر آرام کرلیا جائے اس کے بعد عمرہ کے باقی چھ اعمال انجام دینا ہیں جو دو سے ڈھائی گھنٹہ میں آرام سے مکمل ہو جائیں گے۔

البتہ جن عورتوں کو یہ خوف ہو کہ انکی ماہواری شروع ہونے والی ہے اور پھر پاک ہونے تک عمرہ تمتع مکمل نہ ہو سکے گا انکے لئے لازم ہے کہ مکہ میں داخل ہوتے ہی طواف و اسکی نماز فوراً انجام دے لیں۔ اسی طرح جو عورتیں ماہواری کے عالم میں مکہ میں داخل ہوئی ہوں ان پر اتنا انتظار واجب ہے کہ پاک ہو کر غسل انجام دیں۔ پھر عمرہ کے باقی واجبات مکمل کر لیں۔ اس دوران حالتِ احرام میں رہیں گی اور ان چیزوں سے اپنے آپکو بچانا واجب ہے جو احرام میں حرام ہیں۔

عمرہ کے باقی اعمال انجام دینے کے لیے سب سے پہلے طواف کو انجام دینا ہے۔ مسجد الحرام کے کسی بھی دروازے سے داخل ہو کر خانہ کعبہ کے قریب پہنچیں اور طواف (یعنی خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا) انجام دیں۔ طواف شروع کرنے سے قبل پانچ باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ نیت: اسکی کیفیت یہ ہے کہ (میں حجِ اسلام کے عمرہِ تمتع کیلیے طواف بجالاتا / لاتی ہوں۔ قربۃً الی اللہ)۔

۲۔ وضو یا غسل انجام دے کر طواف کیا جائے

۳۔ جسم ولباس کو ہر نجاست سے پاک ہونا چاہئے

۴۔ حالتِ طواف میں مردوں کے لئے شرمگاہ کا چھپا رہنا واجب ہے۔ عورتوں کیلیے اتنا لباس پہننا ضروری ہے جتنا نماز میں پہنا جاتا ہے۔ خصوصاً ہاتھ ہتھیلی تک چھپے رہیں۔

۵۔ اگر مرد طواف کرے تو واجب ہے کہ اسکا ختنہ ہو چکا ہو۔ طواف شروع کرنے سے پہلے اوپر ذکر کی گئی پانچوں باتوں کا خیال کر لیں۔ اسکے بعد طواف شروع کریں اور طواف کے دوران سات باتوں پر عمل کرنا واجب ہے۔

۱)۔ خانہ کعبہ کے گرد سات مکمل چکر لگائیں نہ سات سے کم ہوں نہ زیادہ۔

۲)۔ پورے سات چکر پے در پے لگائے جائیں یعنی ان چکروں کے درمیان اتنا وقفہ نہ ہو کہ وہ ایک طواف نہ کہلائیں۔

۳)۔ ہر چکر حجرِ اسود کے پاس سے اسطرح شروع ہو کہ پورا حجرِ اسود شامل ہو جائے

۴)۔ ہر چکر حجرِ اسود کے پاس ختم ہو۔ آخری چکر میں حجرِ اسود سے احتیاطاً تھوڑا آگے بڑھ جائیں مگر اسکو طواف کا جزو نہ سمجھیں۔

۵۔ پورے طواف کے دوران خانہ کعبہ بائیں ہاتھ کی جانب ہو۔ اگر کسی وقت بھیڑ کی وجہ سے یا ارکان کو بوسہ دینے کی وجہ سے رُخ پھر گیا اور خانہ کعبہ سامنے یا پشت یا سیدھے ہاتھ کی جانب ہو گیا تو اتنا حصہ طواف میں شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ واجب ہے کہ جہاں سے رُخ پھرا تھا دوبارہ وہاں جا کر پھر اس مقام سے چکر پورا کریں۔ البتہ دائیں بائیں یا پشت کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

۶)۔ طواف کرتے وقت جب حجرِ اسماعیل (جسے ایک چھوٹی گول دیوار سے ظاہر کیا گیا ہے) کے پاس سے گزریں تو اسکو بھی طواف میں شامل کر لیں یعنی اسکے اور خانہ کعبہ کے درمیان سے نہ گذریں بلکہ اسطرح کریں کہ حجرِ اسماعیل بھی بائیں جانب رہے اور اس کے گرد بھی طواف ہو جائے۔

۷)۔ طواف کی حالت میں کعبہ کے اندر جانا یا شاذروان کے اوپر چلنا یا کعبہ کی دیوار کی بنیاد پر چلنا جائز نہیں ہے۔

۸)۔ بعض مراجع (مثلاً آقا خمینی) کے نزدیک آٹھویں بات بھی واجب ہے کہ طواف کرتے وقت خانہ کعبہ سے تقریباً ۱۳ گز (½ 26 ہاتھ۔ جو کعبہ و مقام ابراہیم کا درمیانی فاصلہ ہے) سے زیادہ دور نہ ہو۔ البتہ آقا خوئی و آقا سیستانی میں فاصلے کی شرط واجب نہیں اور خصوصاً جب ہجوم ہو تو جہاں تک ہجوم ہو وہاں تک جا سکتے ہیں۔ یہی نظریہ آقا خامنہ ای کا ہے۔

نوٹ:

ا۔ طواف کے دوران کچھ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ بالکل خاموشی سے بھی طواف ہو سکتا ہے بلکہ گفتگو بھی کی جا سکتی ہے۔ اگر پڑھنا چاہیں تو کوئی دُعا یا ورد پڑھا جا سکتا ہے۔

ب۔ ہر چکر کے بعد حجرِ اسود کے قریب آ کر ٹھہرنا یا اسکی طرف رخ کر کے ہاتھ اُٹھا کر بسم اللہ واللہ اکبر کہنا ضروری نہیں ہے۔ اگر کہنا چاہیں تو خیال رہے کہ بایاں کندھا خانہ کعبہ کی طرف سے ہٹنے نہ پائے ورنہ طواف غلط ہو سکتا ہے۔ یعنی بجائے پورا رخ پھیر کر سینہ کعبہ کی طرف کرنے کے صرف چہرے کو موڑ کر بسم اللہ واللہ اکبر کہہ دیا جائے۔

ج۔ طواف کے چکروں کی تعداد میں شک سے طواف باطل ہو جاتا ہے اسلئے اسکی طرف خاص توجہ دی جاءے۔ البتہ اگر ساتھی کی گنتی پر اعتماد ہو تو اسکی اجازت ہے۔

د۔ اگر طواف کے دوران نمازِ جماعت قائم ہو جائے تو طواف وہاں روک کر دوبارہ وہیں سے شروع کر دیں۔ البتہ اگر چار چکر پورے نہیں ہوئے تو احتیاط یہ ہے کہ اسے مکمل کر کے نئے سرے سے بھی طواف کر لیں۔

ہ۔ اگر دورانِ طواف وضو ٹوٹ جائے اور چار چکر ہو چکے تھے تو وضو کر کے باقی ماندہ چکر پورے کر لیں (یعنی جس مقام پر وضو ٹوٹا تھا وہیں سے طواف کر لیں) اور اگر تین چکر یا اس سے کم ہوئے تھے تو نئے سرے سے طواف کرنا ہو گا۔ تین اور چار چکر کے درمیان وضو ٹوٹنے کا مسئلہ تفصیلی ہے اسلئے علماء سے یا مفصل کتب کی طرف رجوع کریں۔

و۔ اوپر کی منزل سے حتی الامکان طواف نہ کیا جائے۔ اگر مجبوری ہو تو مسئلے کی تفصیل جاننے کیلیے علماء سے رجوع کریں۔

۳۔ نمازِ طواف

طواف کے فوراً بعد ۲ رکعت طواف کی نماز پڑھنا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ یہ نماز بالکل ہماری صبح کی نماز کی طرح سے پڑھی جائے گی اور صبح ہی کی طرح اس میں دو رکعتیں ہوں گی۔

۲۔ اسکی نیت یہ ہوگی: "میں حجِ اسلام کے عمرہِ تمتع کی ۲ رکعت نماز طواف پڑھتا / پڑھتی ہوں۔ قربۃً الی اللہ"۔

۳۔ یہ مقامِ ابراہیم کے بالکل پیچھے پڑھنا واجب ہے، اگر وہاں ممکن نہ ہو تو اس کے دائیں یا بائیں جانب، وہاں ممکن نہ ہو تو پیچھے ہٹ کر پڑھی جائے۔ مگر جس حد تک ممکن ہو مقامِ ابراہیم کے جتنے قریب پڑھ سکتے ہیں پڑھیں۔

۴۔ اس نماز سے پہلے اذان و اقامت نہیں ہے۔

۵۔ جو پتھر مسجد الحرام کے صحن میں لگا ہے اس پر سجدہ صحیح ہے اسلئے اس نماز کے دوران سجدہ گاہ یا مہر رکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ مسجد الحرام کے پتھر پر ہی سجدہ کیا جائے۔

۶۔ باقی اسکی وہی تمام شرائط ہیں جو عام واجب نمازوں کی ہیں۔

۴۔ سعی

طواف کی نماز کے بعد اب عمرہِ تمتع میں چوتھا واجب کام سعی انجام دینا ہے۔ یعنی صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگانا۔

اس میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال کریں۔

۱ نیت جو یوں کی جائے گی:

"میں حجِ اسلام کے عمرہِ تمتع کے لیے سعی کرتا / کرتی ہوں۔ قربۃً الی اللہ"۔

۲۔ صفا سے چکر لگانا شروع کریں اور مروہ پر ختم کریں۔

۳۔ سات چکر لگائیں جسکی کیفیت یہ ہوگی کہ پہلے صفا سے مروہ گئے یہ ایک چکر ہو گیا۔ پھر مروہ سے صفا کی جانب واپس آئے یہ دوسرا چکر ہو گیا۔ پھر صفا سے مروہ کی جانب چلے یہ تیسرا چکر ہو گیا۔ اسطرح جب سات چکر لگائیں گے تو اختتام مروہ پر ہو گا۔ گویا جانا اور آنا دو چکر شمار ہوں گے۔

۴۔ چکر لگاتے وقت رخ سامنے کی جانب ہو یعنی جب صفا سے مروہ کی جانب چلیں تو رُخ مروہ کی جانب ہو اور جب مروہ سے صفا کی جانب آئیں تو رُخ صفا کی جانب ہو۔ پس الٹا چلنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ دائیں بائیں یا پیچھے کی طرف صرف مڑ کر دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ سینہ سامنے کی طرف ہو۔

نوٹ:

*۔ سعی پیدل بھی ہو سکتی ہے سواری میں بھی دوڑ کر بھی ہو سکتی ہے اور آہستہ آہستہ چل کر بھی۔

*۔ ہر چکر کے اختتام پر مروہ یا صفا پر تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کر سکتے ہیں۔ اسی طرح دورانِ چکر درمیان میں بھی مختصر وقت کیلئے بیٹھا جا سکتا ہے۔

*۔ اس میں وضو ہونا یا جسم ولباس کا پاک ہونا بھی ضروری نہیں ہے البتہ ان امور کا خیال رکھنا بہتر ہے۔ پس اگر کسی کا وضو ٹوٹ گیا۔ تب بھی وہ سعی انجام دے سکتا ہے۔

اہم مسئلہ: اوپر کی منزل سے سعی جائز نہیں ہے بلکہ بعض اوقات یہ عمل پورے حج کو باطل کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص مجبور ہو جائے (مثلاً بعض اوقات رش کے زمانے میں وھیل چیئر نیچے کی منزل میں روک دی جاتی ہے) تو احتیاط یہ ہے کہ خود بھی اوپر کی منزل سے سعی کرے اور کسی دوسرے کو اپنی طرف سے نائب بنالے تاکہ وہ اسکی طرف سے نیچے کی منزل میں سعی کرے۔

سعی کے دوران سبز ستونوں کے درمیان ذرا تیز چلنا ضروری نہیں ہے البتہ مردوں کیلیے مستحب ہے۔ خواتین اپنی عام رفتار سے چلیں۔

سعی: تازہ ترین مسئلہ:

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کیلیے موجودہ راستے کو دگنا کیا جارہا ہے جسکے نتیجے میں ایک نیا مسئلہ پیش آسکتا ہے اس بارے میں مرحوم آقا خوئی و آقا سیستانی کا نظریہ درج ذیل ہے۔ فی الحال دیگر مراجع کا مسئلہ دستیاب نہیں ہے مگر انکے مقلدین بھی اس پر عمل کرسکتے ہیں کیونکہ احتیاط کے قریب ہے۔

۱۔ اگر نئے راستے میں صفا و مروہ کی پہاڑیوں کا کچھ حصہ بھی واقع ہو تو اس طرح سعی کرنا واجب ہے کہ سعی انہی پہاڑیوں کے درمیان ہو۔

۲۔ اگر نئے راستے میں پہاڑیوں کا کوئی حصہ نہ ہو مگر پرانے حصے سے سعی کرنا ممکن ہوسکے تو اسی حصے میں سعی کریں۔

۳۔ اگر نئے راستے میں نہ تو پہاڑیوں کا کوئی بھی حصہ ہو اور نہ ہی پرانے راستے سے جانے دیں بلکہ وہ صرف واپس آنے کیلیے مخصوص ہوں تو سعی کرنے والا کم از کم نیت صفا پہاڑی پر کرکے وہاں سے سیدھے ہاتھ مڑ کر نئے راستے پر جائے پھر سیدھا چل کر اس کے اختتام پر جاکر واپس الٹے ہاتھ مڑ کر مروہ پر آجائے اور اسکا یہ چکر صفا سے مروہ جانے وال شمار ہوگا اگرچہ اس میں سعی کے چکروں کی دو شرائط پوری نہیں ہوتیں یعنی یہ نہ تو دو پہاڑیوں کے درمیان ہوا اور نہ ہی مروہ جاتے وقت اسکا رخ مروہ کی طرف تھا پھر بھی یہ چکر صحیح مانا جائے گا کیونکہ اسکو ان شرائط کے پورا کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ اگلا چکر مروہ سے صفا کے موجودہ راستے سے کریں اور اس طرح سعی مکمل کریں۔ بہر حال خیال یہ رہے کہ نئے راستے میں پہنچ کر نیت نہ کرے کہ میں یہاں سے سعی شروع کررہا ہوں۔

۵۔ تقصیر

اب عمرہِ تمتع کا پانچواں عمل انجام دینا ہے۔ جب صفا و مروہ کے درمیان چکر لگائے تو سعی ہوگئی۔ اس وقت انسان مروہ پر ہوتا ہے۔ اسکے بعد تقصیر کرنا یا کروانا ہے۔ یعنی سر یا داڑھی کے تھوڑے سے بال یا کچھ ناخن کاٹیں یا کٹوائیں۔

اسکی نیت یہ ہے:

"حجِ اسلام کے عمرہِ تمتع کے احرام سے فارغ ہونے کی لیے تقصیر کرتا / کرتی، کرواتا / کرواتی ہوں۔ قربۃً الی اللہ"۔

اس میں خیال رہے کہ حلق یا تقصیر یا تو خود انجام دیں یا کسی ایسے شخص سے مدد لیں جو بغیر احرام کے ہو یا اس کا احرام اتر گیا ہو۔ جو خود حالتِ احرام میں ہو اور اس نے تقصیر نہیں کی وہ دوسروں کی تقصیر یا حلق نہیں کرسکتا۔ اسی طرح خیال رہے کہ خواتین تقصیر کے وقت نامحرم سے اپنے بال چھپائے رکھیں خصوصاً یہ خیال رہے کہ مروہ پر ہر وقت کثیر تعداد میں نامحرم موجود ہوتے ہیں۔ تقصیر کے بعد احرام اتر گیا یعنی وہ تمام چیزیں جو احرام کی وجہ سے حرام ہوگئی تھیں پھر حلال ہو جاتی ہیں۔ البتہ تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

۱)۔ جب تک حج مکمل نہ ہو جائے سر منڈوانا جائز نہیں۔ (بعض مراجع کی یہاں اجازت ہے)

۲۔ بغیر ضرورت کے یہاں حج کا احرام پہننے تک مکہ سے باہر نہ جائیں یہاں تک کہ جدہ یا عرفات و منیٰ کی زیارت کے لیے بھی نہ جائیں

۳)۔ اب حج مکمل ہونے تک کوئی عمرہ مفردہ نہیں کرسکتے۔

مکہ میں کیا کریں:

اسکے ساتھ ہی عمرہِ تمتع مکمل ہو گیا یعنی آپ نے حج کے پہلے حصہ کو انجام دے دیا اور اب ۸ ذی الحجہ سے حج کا دوسرا حصہ شروع ہو گا۔ اسی دوران آپ کو مکہ میں ہی قیام کرنا ہو گا۔ کوشش کریں کہ جتنا عرصہ مکہ میں قیام رہے زیادہ سے زیادہ وقت مسجد الحرام میں گذارا جائے اور حتی الامکان عبادات انجام دی جائیں اور درج ذیل امور کا خیال رکھیں:

ا۔ زیادہ سے زیادہ طواف کریں۔ طواف کا مطلب ہے اپنے عام لباس میں خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا۔ اسکا طریقہ یہ وہی ہو گا جو عمرے کے طواف میں گذرا ہے۔ اسکے بعد سعی اور سر کے بال نہیں کاٹے جاتے۔ یہ طواف عزیز و اقارب، دوست، رشتہ دار زندہ ہوں یا مردہ سب کی طرف سے ہو سکتے ہیں۔ بس جس کی طرف سے طواف ہے، نیت میں اسکا نام یا رشتہ لیں۔ مثلاً میں اپنے والدین کا طواف کرتا/کرتی ہوں۔ قربۃً الی اللہ۔ مکہ میں طواف سب سے افضل عبادت ہے۔

الف مذکورہ طواف کیلیے (جو سنت طواف ہیں) وضو ضروری نہیں ہے۔ البتہ وضو کا ثواب ہے اسلئے بہتر ہے کہ اس رعایت سے وہی لوگ استفادہ کریں جنکا وضو بار بار ٹوٹ جاتا ہے۔

ب۔ سنت طواف میں یہ اجازت ہے کہ ایک کے بعد فوراً دوسرا طواف اس سے ملا کر شروع کر دیں۔ اسطرح کئی طواف کر کے بعد میں انکی نمازیں پڑھیں البتہ یہ عمل مکروہ ہے۔

ج۔ سنت طواف کی نماز مقامِ ابراہیم کے پیچھے پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ پوری مسجد میں کہیں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ بلکہ اگر یہ نماز کسی وجہ سے چھوٹ جائے تب بھی طواف درست رہتا ہے۔

۲۔ تمام ادا نمازیں مسجد الحرام میں پڑھیں۔ قضا بھی جتنی ممکن ہو سکے اس مسجد میں پڑھیں کیونکہ اسکی ایک نماز کا ثواب دس لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

۳۔ جتنا ممکن ہو تلاوت قرآن کریں۔ ایک قرآن ختم کر سکے تو بہت بہتر ہے۔

۴۔ کعبہ کی صرف زیارت کرنا بھی ثواب رکھتا ہے۔ اسلئے جب تھکن زیادہ ہو اور نماز و طواف کی ہمت نہ ہو تو فرش پر بیٹھ کر صرف خانہ کعبہ کی زیارت کریں۔ مکہ میں جو مقدس مقامات ہیں انکی زیارت کریں۔ خصوصاً رسولِ اکرمؐ کی ولادت گاہ، بیتِ خدیجہ، غارِ حراء، غارِ ثور اور جنت المعلیٰ کا قبرستان۔ جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجہ، حضرت ابو طالب، حضرت آمنہ، حضرت عبد مناف اور رسولِ اکرمؐ کے فرزند حضرت قاسم کی قبور ہیں۔ اس قبرستان کی زیارت کریں اور اپنے ساتھ زیارت کی کتاب لے جائیں اور زیارت پڑھیں۔ نیز بے شمار مومنین بھی یہاں دفن ہیں۔ انکی زیارت پڑھیں اور ایصالِ ثواب کیلیے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کریں۔

حجِ تمتع ایک نظر میں

واجبات:

۱۔ مکہ سے احرام باندھنا

۲۔ عرفات میں ٹھہرنا (وقوف کرنا)

۳۔ مشعر الحرام (مزدلفہ) میں ٹھہرنا (وقوف کرنا)

۴۔ منیٰ میں بڑے شہرِ شیطان (جمرہ عقبہ) کو کنکر مارنا

۵۔ قربانی کرنا

۶۔ سر مونڈنا / تقصیر کرنا

۷۔ مکہ پہنچ کر طواف زیارت کرنا

۸۔ نماز طواف پڑھنا

۹۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا

۱۰۔ طواف النساء کرنا

۱۱۔ نمازِ طواف النساء پڑھنا

۱۲۔ گیارھویں اور بارھویں رات منیٰ میں گذارنا

۱۳۔ گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو تینوں شیطانوں کو سات کنکر مارنا

حجِ تمتع

اب آپکے واجب حج کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ جو حجِ تمتع کہلاتا ہے۔ اس میں ۱۳ چیزیں واجب ہیں:

۱)۔ احرام باندھنا

۲)۔ عرفات میں ۹ ذی الحجہ کو ظہر سے غروب تک ٹھہرنا

۳)۔ مشعر الحرام (مزدلفہ) میں شبِ عید ٹھہرنا

۴)۔ عید کے دن منیٰ آکر بڑے شیطان کو کنکریاں مارنا۔

۵)۔ عید کے دن منیٰ میں قربانی کرنا۔

۶)۔ سر منڈوانا یا تقصیر کرنا

۷)۔ حج کا طواف کرنا

۸۔ طواف کی نماز

۹)۔ سعی

۱۰۔ طواف النساء

۱۱)۔ طواف النساء کی دو رکعت نماز

۱۲)۔ گیارھویں اور بارھویں رات منیٰ میں ٹھہرنا

۱۳)۔ گیارھویں اور بارھویں دن تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا

ان چیزوں کو مکمل طور پر انجام دینے کے بعد آپ کا حج مکمل ہو گیا۔ انکی تفصیلات علمائے دین سے دریافت کریں یا بڑی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

البتہ مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔مکہ معظمہ

۱)۔ احرام باندھنا

حجِ تمتع کیلیے اب جو احرام باندھا جاۓ گا یہ مکہ میں کسی بھی مقام سے باندھا جاسکتا ہے۔یہاں تک کہ اپنے مکان سے بھی جاسکتاہے۔ البتہ بعض مراجع صرف پرانے مکہ سے ہی احرام باندھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اس میں بھی وہی تین باتیں ضروری ہیں جن کا تذکرہ عمرہ کے احکام میں کیا گیا یعنی:

۱۔ دو کپڑے ہونا چاہیئے

۲۔ نیت: "حجِ اسلام کے حجِ تمتع کیلیے احرام باندھتا / باندھتی ہوں قربۃً الی اللہ"۔

۳۔ تلبیہ: صحیح عربی میں یہ جملہ کہنا: لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ۔ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَتَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ۔

الف۔ یہ تلبیہ بھی صرف ایک دفعہ پڑھنا واجب ہے۔ البتہ تکرار مستحب ہے۔ لیکن اس کو ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں زوال تک پڑھ سکتے ہیں۔ اسکے بعد اجازت نہیں۔

ب۔ بعد ازاں وہی ۲۵ باتیں حرام ہو جائیں گی جنکا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ یہ احرام ۸ ذی الحجہ کو باندھنا بہتر ہے۔

۲)۔ عرفات میں ٹھہرنا:

مکہ سے تقریباً ۱۴ میل کے فاصلے پر واقع ایک وادی ہے جو عرفات کہلاتی ہے۔ اگرچہ اس میں ۹ ذی الحجہ کو ظہر سے غروب تک ٹھہرنا واجب ہے اور حج کا دوسرا کام ہے لیکن عام طور پر حاجی حضرات ۸ ذی الحجہ کو مکہ سے احرام باندھ کر اسی تاریخ کو عرفات چلے آتے ہیں اور رات وہیں گذارتے ہیں جبکہ ۹ تاریخ کو صبح ہی سے میدان میں موجود ہوتے ہیں۔ عرفات میں ٹھرنے کی دو شرائط ہیں:

ا۔ زوالِ آفتاب کے وقت نیت کریں: "میں حجِ تمتع کیلیے ظہر سے غروب تک عرفات میں ٹھہرتا / ٹھہرتی ہوں ۔ قربۃً الی اللہ"

۲۔ زوالِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک میدانِ عرفات میں ہی رہیں۔

نوٹ:

صرف رہنا واجب ہے باقی اور کوئی واجب نہیں۔ یعنی چاہے اپنے خیمہ میں بیٹھیں یا لیٹیں کہیں کھڑے رہیں یا پیدل میدانِ عرفات میں ٹہلیں۔ تمام وقت خاموشی میں گذاریں یا بات کریں سب جائز ہے۔ البتہ مستحب ہے کہ تمام وقت دُعاؤں میں صرف کریں۔

۳)۔ مشعرالحرام میں ٹھرنا

عرفات میں ۹ ذی الحجہ کو غروب تک ٹھرنے کے بعد اب وہاں سے مشعرالحرام (مزدلفہ) میں پہنچنا ہے۔ یہاں اصل میں صبح صادق سے طلوعِ آفتاب تک ٹھہرنا واجب ہے۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ عرفات سے مشعر پہنچنے کے بعد پوری رات (جو عید کی رات ہو گی) وہیں گذار دیں۔ یہاں ٹھہرنے میں بھی دو شرائط ہیں:

۱۔ نیت: اور احتیاط یہ ہو کہ دو نیتیں کریں۔ ایک رات کو جس وقت پہونچیں "حج اسلام کے حجِ تمتع کے لئے مزدلفہ میں رات قیام کرتا/کرتی ہوں اُ قربۃً الی اللہ"۔ اور دوسری نیت صبح صادق کے وقت کریں: "حجِ اسلام کے حجِ تمتع کیلیے مشعرالحرام میں صبح صادق سے طلوعِ آفتاب تک ٹھہرتا / ٹھہرتی ہوں۔ قربۃ الی اللہ

۲۔ صبح صادق سے سورج نکلنے تک مزدلفہ کے میدان میں رہیں۔

نوٹ:

۱۔ سورج نکلنے سے پہلے یہاں سے نکلنا حرام ہے البتہ عرفات کی طرح آپ کی مرضی ہے کہ مشعرالحرام میں یہ وقت جس طرح بھی گذاریں۔ البتہ رات کی فضیلت شبِ قدر کی مانند ہے اسلئے جتنا ہو سکے اسے ذکرِ خدا (خصوصاً تسبیحِ زہرا پڑھے) و دعامیں گذاریں۔

۲۔ یہاں قیام کے دوران می الجمرات (شیطانوں پر کنکریاں مارنا) کیلیئے اسی میدان سے کنکر چننا مستحب ہے۔

۳۔ عورتیں بوڑھے اور بیمار اگر انکے لیے ٹھہرنے میں سختی ہو تو سورج نکلنے سے پہلے بھی یہ مشعرالحرام سے نکل سکتے ہیں۔ بلکہ رات ہی میں کُوچ کر سکتے ہیں۔

دواہم مسئلے

۱۔ مزدلفہ کا وقوف انتہائی اہم ہے۔ اگر یہ چھوٹ جائے تو حج باطل ہو جاتا ہے البتہ اگر مزدلفہ میں اسکے مخصوص وقت میں نہ پہنچ سکیں تو دس ذالحجہ (عید کے دن) طلوعِ آفتاب سے زوالِ آفتاب تک کسی بھی وقت پہنچ کر نیت کر لیں تو حج درست رہے گا (اسکو وقوفِ اضطراری کہا جاتا ہے) آجکل ٹریفک کے مسئلہ کی وجہ سے یہ صورت اکثر پیش آتی ہے۔ اسلئے وقوفِ اضطراری کے مسئلے کو اچھی طرح سمجھ کر یاد کر لیا جائے ورنہ پوراحج باطل ہو جاءے گا۔

۲۔ اگرچہ مستحب ہے کہ ۹ ذالحجہ کا دن ختم ہونے کے بعد مغرب و عشاء کی نماز مزدلفہ پہنچ کر پڑھی جائے مگر یہ واجب نہیں ہے اسلئے اگر کوئی مغربین عرفات میں بھی پڑھ لے تو غلط نہیں ہے خصوصاً اگر نماز قضا ہونے کا امکان ہو (مثلاً سواری نہ ملنے کی وجہ سے یا ٹریفک جام کی وجہ سے آدھی رات کا وقت عرفات ہی میں ہو رہا ہو) تو عرفات کے میدان ہی میں مغربین پڑھ لینا بہتر ہے۔

منیٰ کی طرف روانگی

مشعرالحرام میں طلوعِ آفتاب تک ٹھہرنے کے بعد سورج نکلتے ہی اب منیٰ کے میدان کی جانب روانہ ہو جائیں جہاں جاکر اسی دن (جو عیدِ قربان کا دن ہو گا) تین واجبات انجام دیں۔

۴)۔ کنکریاں مارنا:

عید کی صبح پہنچ کر سب سے پہلے جمرہءِ عقبہ (بڑے شیطان) کو سات کنکریاں مارنی ہیں۔ اس میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

۱۔ نیت: "حجِ تمتع کیلیے جمرہِ عقبہ کو سات کنکریاں مارتا/مارتی ہوں قربۃً الی اللہ"۔

۲۔ یہ کنکریاں حرم سے اٹھائی گئی ہوں لیکن بہتر ہے کہ مشعرالحرام سے لی گئی ہوں۔ جو حرم ہی کا ایک حصہ ہے۔

۳۔ ہر کنکری نئی ہو یعنی اس سے پہلے کسی نے اسکو کنکریاں مارنے میں استعمال نہ کیا ہو۔

۴۔ غصبی نہ ہو یعنی کسی دوسرے کی کنکری بغیر اسکی اجازت کے استعمال نہیں کی جاسکتی۔

۵۔ دس تاریخ کو طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک کسی بھی وقت مار سکتے ہیں۔

۶۔ کنکریاں ماری جائیں پس اگر کسی نے لے جاکر شیطان پر رکھ دیں تو کافی نہیں۔

۷۔ کنکری شیطان تک پہنچ جائے اگر ماری اور نہیں پہنچی تو وہ گنتی میں نہیں آئے گی۔

۸۔ سات کنکریاں ماری جائیں اس سے کم نہ ہوں۔

۹۔ کنکریاں ایک ایک کر کے ماری جائیں۔ ساتھ کئی کنکریاں نہ پھینکی جائیں۔

۱۰۔ ماری ہوئی کنکری جمرہ (شیطان) تک پہنچ جائے اور بغیر کسی چیز کے ٹکرائے پہنچے۔

نوٹ:

۱۔ جس کیلیے کسی مجبوری سے کنکریاں پھینکنا ناممکن یا بہت مشکل ہو وہ اپنی جگہ کسی دوسرے کو نائب بنا کر اس سے اپنی جانب سے کنکریاں پھنکوا سکتا ہے۔

۲۔ دس تاریخ کو صرف بڑے شیطان کو کنکریاں مارنی ہیں۔ دوسرے دو شیطانوں کو نہیں۔

۳۔ عورتوں کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنے کنکر خود ماریں۔ دس ذی الحجہ کو بھی اور گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو بھی۔ شوہر، بیٹے، بھائی یا کسی دوسرے کو نائب بنا کر بھیج دینا غلط ہے۔ البتہ اگر ہجوم کی وجہ سے دن کو کنکر مارنا ممکن نہ ہو تو رات کو ماریں لیکن حتی الامکان یہ فریضہ خود ادا کریں۔

۴۔ آقا خوئی و آقا سیستانی کے نزدیک احتیاط واجب ہے کہ کنکر اوپر کے حصہ سے نہ مارے جائیں۔ امام خمینی و آقا خامنائی اسکی اجازت دیتے ہیں۔

- البتہ آقا سیستانی کے نزدیک دوسرے اور تیسرے دن کنکر عورت بھی رات کو کنکر نہیں مار سکتی اور اگر مجبور ہو تو دن ہی میں کنکر مارنے کیلیے کسی کو نائب بنائے۔

اہم نوٹ:

گزشتہ چند سالوں میں بھگدڑ کی وجہ سے مارنے کے عمل میں اموات ہوئیں جسکے نتیجے میں جمرات (شیطان) کا علاقہ و نقشہ مکمل طور پر بدل دیا گیا اور مزید تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ اس سلسلے کے فقہی مسائل ان تبدیلیوں کے مکمل ہونے کے بعد ہی بیان کئے جاسکتے ہیں۔ فی الحال اہم تبدیلی یہ ہے کہ پہلے والے ستونوں کی جگہ لمبی لمبی دیواریں بنادی گئی ہیں۔ اس سے متعلقہ مسئلہ یہ ہے کہ کوشش کی جائے کہ ان دیواروں میں صرف درمیانی حصے میں کنکر مارے جائیں۔

۵)۔ قربانی:

منیٰ میں دس ذالحجہ (بقر عید کے دن) بڑے شیطان کو کنکر مارنے کے بعد دوسرا واجب یہ ہے کہ حج کیلیے قربانی کریں۔ اس حوالے سے مراجع قربانی کے جانور کے شرائط بیان کرتے ہیں لیکن آج کل قربان گاہ دور ہونے کی بناپر قافلوں کی انتظامیہ ہی ذمہ داری خود سنبھالتی ہے اور عام حاجی کو ان مسائل کی ضرورت نہیں پڑتی اسلئے ان کا بیان نہیں کیا جارہاہے۔ البتہ اس سے متعلقہ دیگر چند مسائل کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔ ترتیب: پہلے بڑے شیطان کو کنکر مارے جائیں پھر قربانی ہو۔

۲۔ نیت: خود بھی کریں اور جو قربانی کے لیے جارہاہو وہ بھی نیت کرے۔

۳۔ ہر شخص کی طرف سے الگ الگ قربانی ہونی چاہیئے یعنی یہ جائز نہیں کہ ایک قربانی میں کئی افراد شریک ہوں۔

نوٹ:

۱۔ ضروری نہیں کہ قربانی اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں بلکہ کسی اور سے بھی کروائی جاسکتی ہے اس صورت میں احتیاط یہ کہ خود بھی نیت کرے اور جسکو نائب بنایا ہے وہ بھی نیت کرے۔

۲۔ آقا خمینی کے نزدیک اگر کسی اور سے قربانی کروائیں تو اسکا بارہ امامی شیعہ ہونا ضروری ہے قربان گاہ میں موجود قصاب کو اُجرت دے کر جو قربانی کروائی جاتی ہے۔ اگر وہ غیر شیعہ ہے تو پس غلط ہے اور دوبارہ کرنی پڑے گی۔ البتہ دیگر مجتہدین کے نزدیک قربانی صحیح ہے۔ صرف مسلمان ہونا کافی ہے۔

۳۔ آقا خوءی کے نزدیک احتیاط واجب ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کریں۔ ایک اپنے لیے جو خود کھائیں۔ دوسرا مومنین کیلیے تیسرا اغرباء کیلیے لیکن دیگر مراجع کے نزدیک یہ تقسیم ضروری نہیں۔ آقا سیستانی فقیر کے حصے میں احتیاط کے قائل ہیں لیکن اگر وہاں فقیر نہ مل سکے تو اسکا حصہ چھوڑا جاسکتا ہے۔ بہتر ہے کہ وطن روانگی سے قبل کسی غریب شیعہ سے اسکے حصے کیلئے اجازت لے لیں۔

۴۔ قربانی منیٰ میں ہونی چاہیے مگر اب منیٰ میں کوئی قربان گاہ نہیں ہے حکومت نے نئی قربان گاہ منیٰ سے باہر بنائی ہیں۔ آقا خمینی و آقا خامنہ ای کے نزدیک اسی قربان گاہ میں قربانی کرنا یا کروانا واجب ہے۔ آقا خوئی و آقا سیستانی کے نزدیک جب منیٰ میں قربانی ممکن نہ ہو تو پورے حدودِ حرم میں کہیں بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ خواہ نئی قربان گاہ میں ہو یا مکہ شہر کی قربان گاہ میں (کیونکہ مکہ حدودِ حرم میں ہے)۔ قافلے کے منتظمین کی ذمہ داری ہے کہ ہر شخص کے مرجع کے مطابق اسکے لئے قربانی کروائی جائے اور اسکے ضروری مسائل معلوم کر لئے جائیں۔

۵۔ بینک کے کوپن کے ذریعے جو قربانی ہوتی ہے وہ فی الحال غلط ہے کیونکہ اسکے انتظام میں کئی چیزیں اطمینان بخش نہیں ہیں۔

٦)۔ سر منڈوانا یا تقصیر:

اب منیٰ میں بقر عید کے دن موجود حاجی کا تیسرا فریضہ یہ ہے کہ قربانی کے بعد سر منڈوائیں یا تقصیر کروائیں(یعنی سر یا داڑھی کے چند بال یا کچھ ناخن کاٹیں یا کٹوائیں) اس میں ہر حاجی کو اختیار ہے۔ البتہ دو گروہوں کو یہ اختیار نہیں ہے:

- عورتیں: انکے لئے سر منڈوانا جائز نہیں ہے بلکہ یہ تقصیر کریں/کروائیں گی۔
- مرد: جو پہلی بار حج کر رہا ہے اسکے لئے احتیاط کے قریب یہی ہے کہ سر منڈوائے۔ اگرچہ آقا خوئی و آقا خامنہ ای اسکو بھی اختیار دیتے ہیں۔ بہر حال چاہے سر منڈوائے یا تقصیر کروائے اس میں نیت ضروری ہے جو یہ ہے:
  - جو سر منڈوائے: حجِ تمتع کے احرام سے فارغ ہونے کے لیے حلق بجالا تا ہوں۔ قربۃً الی اللہ۔
  - جو تقصیر کروائے: حجِ تمتع کے احرام سے فارغ ہونے کیلیے تقصیر بجالا تا/لاتی ہوں قربۃً الی اللہ۔

نوٹ:

- یہاں ایک بڑی غلطی کی جاتی ہے۔ قربان گاہ کے باہر ہی سر منڈوانا(کیونکہ قربان گاہ کا منیٰ میں ہونا مشکوک ہے جبکہ سر منڈوانے کا عمل منیٰ میں ہی ہونا چاہیے۔ اسلئے قربانی کے بعد واپس اتنا جائیں کہ یقین ہو جائے کہ منیٰ میں داخل ہو گئے۔ پھر سر منڈوانا چاہیے۔
- چونکہ آجکل عموماً عام حاجی قربان گاہ نہیں جاتے ہیں اسلئے یہ غلطی ان کارکنوں سے ہوتی ہے جو سارے قافلے کی طرف سے جاتے ہیں پس یہ مسئلہ انہی کیلئے لکھا گیا ہے۔

- ایڈز (Aids) یا (Hepatitus) وغیرہ کے امکان کی وجہ سے یہ واجب ساقط نہیں ہے بلکہ اسکے لئے الگ سے اپنے لیے نیا ریزر خرید کر نائی کو دیں۔

بعض اوقات قربانی کرتے کرتے یا حاجی کو اسکی خبر پہونچتے رات ہو جاتی ہے اب مراجع میں اختلاف ہے کہ کیا رات کو سر منڈوانا یا تقصیر کرنا جائز ہے۔ یا اگلے دن تک انتظار کرنا ہو گا۔ آقا خوئی کے نزدیک احتیاط واجب ہے کہ رات کو یہ عمل انجام نہ دیں بلکہ احرام کی حالت میں رات گذار کر اگلے دن یہ عمل انجام دیں جبکہ باقی تینوں مراجع رات میں بھی سر منڈوا کر یا تقصیر کر کے احرام اتارنے کی اجازت دیتے ہیں۔ بلکہ آقا خامنہ ای کا نظریہ یہ ہے کہ اگر قربانی میں تاخیر ہو رہی ہے تب بھی حلق یا تقصیر عید کا دن ختم ہونے سے پہلے انجام دے دیں چاہے قربانی نہ ہو سکی ہو۔

حلق (سر منڈوانا) یا تقصیر کے بعد اب منیٰ کے جو تین واجبات ہیں ختم ہو گئے اور اب حاجی احرام سے فارغ ہو گئے یعنی واپس خیمہ میں آکر احرام اتار دیں اور وہ تمام پابندیاں جو احرام کی وجہ سے تھیں ختم ہو گئیں اور احرام کی وجہ سے جو چیزیں حرام تھیں وہ دوبارہ حلال ہو گئیں (اور مرد سلا ہو لباس بھی پہن سکتا ہے) سوائے تین کے یعنی خوشبو، بیوی اور شکار کے۔ یہ تینوں ابھی بھی حرام رہیں گی۔

اعمالِ مکہ مکرمہ

اب جو پانچ اعمال بیان کیے جا رہے ہیں یعنی:

۷۔ طوافِ کعبہ ۸۔ نمازِ طواف ۹۔ سعی

۱۰۔ طوافِ النساء ۱۱۔ نمازِ طواف النساء

یہ پانچ اعمال دس تاریخ کو منیٰ کے تینوں واجبات کے بعد انجام دیئے جائیں گے۔ چاہے تو اسی دن مکہ واپس جا کر (کیونکہ یہ پانچوں اعمال مکہ ہی میں انجام دیئے جاسکتے ہیں) انکو انجام دے دیں۔ مگر شام کو **غروبِ آفتاب سے پہلے** پہلے منیٰ واپس پہنچنا ہے۔ کیونکہ گیارھویں اور بارھویں شب **کو غروبِ آفتاب** سے منیٰ میں رہ کر رات گزارنا واجب ہے۔ پس اگر منیٰ کے تینوں واجبات کے بعد اتنا وقت ہو کہ مکہ جا کر ان پانچوں اعمال کو انجام دے کر **غروبِ آفتاب تک** منیٰ میں پہنچ جاءیں تو بہتر ہے کہ مکہ جا کر انہیں انجام دیں اور اگر اتنا وقت نہ ہو یا انسان نہ چاہے تو یہ واجبات گیارہ تاریخ کو منیٰ سے جا کر بھی انجام دے سکتا ہے مگر پھر یہ شرط ہے کہ **غروبِ آفتاب سے** پہلے آ جائے اور اگر نہ چاہے تو بارہ تاریخ کو بھی جا کر انجام دے سکتے ہیں بلکہ ذالحجہ کے پورے مہینے میں ان پانچوں اعمال کو انجام دیا جاسکتا ہے۔ البتہ جب تک یہ اعمال انجام نہیں دیے جائیں اس وقت تک:

۱۔ وطن نہیں جاسکتا ہے۔

۲۔ خوشبو اور عورت حرام رہتی ہے (خوشبو میں خوشبو دار صابن و ٹوتھ پیسٹ بھی شامل ہے)

۳۔ دوسروں کیلئے عمرے نہیں کر سکتا۔

۴۔ بعض مراجع کے نزدیک مکہ سے نہیں نکل سکتا (مثلاً جدہ)

نوٹ:

اوپر کے مسئلے میں خط کشیدہ عبارت میں مراجع میں اختلاف ہے بعض مراجع فرماتے ہیں کہ آدھی رات تک بھی آسکتا ہے۔ تفصیل آگے آئے گی۔

۷۔ طوافِ کعبہ:

اوپر والے نوٹ کی روشنی میں انسان جب چاہے مکہ آکر طواف انجام دے۔ اسکی نیت یہ ہو گی۔ "حج اسلام کے حجِ تمتع کیلیے خانۂ کعبہ کا طواف کرتا / کرتی ہوں قربۃً الی اللہ "۔ اسکی تمام شرائط (نیت کو چھوڑ کر) وہی ہوں گی۔ جو عمرۂِ تمتع کی گفتگو میں بیان کی گئیں اور بالکل وہی طریقہ ہو گا۔

۸۔ نمازِ طوافِ حج:

طواف کے بعد مقامِ ابراہیم پر اسکی دو رکعت نماز انجام دینا ہو گی اسکی شرائط و طریقہ وہی ہے جو عمرۂِ تمتع کے تذکرہ میں بیان کیا گیا۔ صرف نیت یہ ہو گی: "حجِ اسلام کے حجِ تمتع کے طواف کی دو رکعت نماز پڑھتا / پڑھتی ہوں قربۃً الی اللہ "۔

۹۔ سعی:

نمازِ طواف کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی (سات چکر لگانا) انجام دیں۔ اسکا طریقہ و شرائط بالکل وہی ہیں جو عمرۂِ تمتع کے ذکر میں بیان کیا گیا۔ صرف نیت یہ ہوگی: "حجِ اسلام کے حجِ تمتع کیلیے سعی کرتا / کرتی ہوں قربۃً الی اللہ "۔

۱۰۔ طواف النساء

سعی کے بعد پھر خانۂ کعبہ کی جانب آئیں اور اب پھر ایک مرتبہ طواف (یعنی خانہ کعبہ کے گرد سات چکر) بالکل اسی طریقے و شرائط سے انجام دیں جس طرح عمرۂ تمتع میں گزرا۔ اس دوسرے طواف کا نام طواف النساء ہے طواف النساء اور اسکی نماز کے بعد مرد کیلئے عورت اور عورت کے لیے مرد (جو احرام کی وجہ سے حرام ہو گئے تھے) پھر حلال ہو جاتے ہیں۔ اسکا طریقہ بالکل وہی ہے جو دیگر طواف کا تھا فرق صرف نیت کا ہے جو یہ ہو گی: "حجِ اسلام کے حجِ تمتع کیلیے طواف النساء انجام دیتا / دیتی ہوں قربۃً الی اللہ"۔

۱۱۔ نمازِ طواف النساء

طواف النساء کے بعد اب مقامِ ابراہیم پر ۲ رکعت نماز پڑھیں۔ اسکا طریقہ و شرائط وہی ہیں جو اس سے پہلے کی طواف کی نمازوں کا ہے۔ فرق صرف نیت میں ہے۔ اسکی نیت یہ ہو گی: "حجِ اسلام کے حجِ تمتع کے لیے طواف النساء کی دو رکعت نماز پڑھتا / پڑھتی ہوں قربۃً الی اللہ"۔

نوٹ:

منیٰ میں سر منڈوانے یا تقصیر کے بعد بھی تین چیزیں حرام رہ گئی تھیں ان میں سے خوشبو حج کے طواف، نمازِ طواف اور سعی کے بعد حلال ہو جاتی ہے اور بیوی طواف النساء اور اسکی نماز کے بعد حلال ہو جاتی ہے۔ شکار بہر حال حرم کی حدود میں حرام رہے گا۔

اہم مسئلہ: بعض افراد کے لیے جائز ہے کہ وہ احرام پہننے کے بعد اور عرفات جانے سے پہلے اعمال مکہ (طواف حج اسکی نماز، سعی، طواف النساء اور اسکی نماز) انجام دیں۔ البتہ انکا احرام منیٰ میں سر منڈوانے کے بعد ہی اترے گا۔ یہ وہ افراد ہیں جنکے لیے ہجوم کی وجہ سے واجبات منیٰ کے بعد ان اعمال کو انجام دینا بہت مشکل ہو اور انکی واپسی کی پرواز بہت جلد ہو مثلاً بوڑھے یا وہ خواتین جن کو حیض آنے کا خدشہ ہو وہ بھی اس رعایت کی

حقدار ہیں۔ مگر آقائے خوئی کے مقلد اس مسئلہ میں احتیاط کریں۔ تفصیل کیلیے علماء سے رجوع کریں۔ واضح رہے کہ حج میں عورتوں کو بعض سہولتیں صرف عورت ہونے کی بنا پر ملتی ہیں چاہے جوان ہو یا بوڑھی صحت مند ہو یا مریض طاقتور ہو یا کمزور مثلاً مزدلفہ میں سورج نکلنے تک کا قیام کی معافی مگر مذکورہ بالا سہولت یعنی طواف وغیرہ کا مقدم کرنا (پہلے انجام دے دینا) عورتوں کو بھی صرف مجبوری (جیسے بڑھاپا، کمزوری، مرض یا حیض کا خوف) میں حاصل ہے عام عورتیں مردوں کی طرح ان واجبات کو پہلے انجام نہیں دے سکتی ہیں۔

۱۲۔ منیٰ میں رات گذارنا

منیٰ میں گیارھویں اور بارھویں تاریخ کی شب کو غروبِ آفتاب سے آدھی رات تک رہنا واجب ہے۔ خواہ رات کا پہلا آدھا حصہ گذاریں یا دوسرا آدھا حصہ یعنی نصفِ شب سے صبح تک البتہ آقا خمینی کے نزدیک رات کا پہلا حصہ (غروب سے نصف شب) تک ہی گذارنا واجب ہے۔ اس قیام کیلیے نیت ضروری ہے جو یہ: "حجِ اسلام کے حجِ تمتع کیلیے منیٰ میں گیارھویں شب / بارھویں شب قیام کرتا / کرتی ہوں قربۃً الی اللہ"۔

۱۳۔ رمی الجمرات

منیٰ میں گیارھویں اور بارھویں کے دن واجب ہے کہ تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں ماری جائیں چھوٹے شیطان کو اولیٰ، درمیانی کو وسطی اور بڑے عقبہ کہا جاتا ہے اس میں مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱۔ نیت: "میں حجِ تمتع کے لیے گیارھویں تاریخ کو / بارھویں تاریخ کو جمرہ اولیٰ کو (پھر جمرہ وسطی کو پھر جمرہِ عقبہ کو) کنکریاں مارتا / مارتی ہوں قربۃً الی اللہ'۔

۲۔ ترتیب؛ پہلے اولیٰ کو پھر وسطی کو اور پھر عقبہ کو کنکریاں ماری جائیں

۳۔ وقت: طلوع آفتاب سے غروبِ آفتاب تک اور باقی وہی تمام شرائط ہر شیطان کو کنکریاں مارنے کے سلسلے میں ہیں جو بڑے شیطان کو کنکر مارنے کے سلسلے میں بیان ہو چکیں (سوائے صفحہ ۱۲۰ کے مسئلے کے)

چند مسائل

۱۔ تجربے سے پتہ چلا کہ پہلے دن (بقر عید) کنکر مارنے کے لیے زوال کے بعد کا وقت بہتر ہے اور باقی دونوں دن صبح ے سے ۱۱ بجے یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے اور اب اس میں بھی تبدیلی آرہی ہے۔

۲۔ بعض افراد کے لیے تیرھویں رات بھی منیٰ کا قیام اور تیرھویں تاریخ کے دن بھی تینوں شیطانوں کو کنکر مارنا واجب ہے۔ مگر عام طور پر یہ مسئلہ پیش نہیں آتا ہے سوائے ایک گروہ کے جسکا بیان آگے ہو رہا ہے۔

۳۔ گیارہ ذی الحجہ کو کنکر مارنے کے علاوہ پورا دن کوئی اور شرعی واجب نہیں۔ انسان چاہے تو منیٰ میں آرام کرتا رہے اور چاہے تو مکہ آجائے۔ مکہ آکر بھی چاہے تو حج کے باقی پانچ واجبات انجام دے اور چاہے تو عمارت میں نہا دھو کر آرام کرتا رہے (خوشبو کا استعمال حرام رہے گا) بہر حال رات منیٰ میں قیام کیلئے واپس جانا ہے۔

منیٰ سے واپسی

بارھویں تاریخ کو تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنے کے بعد ظہر کے وقت تک منٰی میں ٹھہرنا ہے۔ ظہر کے بعد غروب سے پہلے مکہ واپس آجانا ہے اگر غروب سے پہلے واپس نہ آئے تو پھر اب وہ رات بھی (جو تیرھویں رات ہوگی) منیٰ میں گزارنا پڑے گی۔ اور پھر تیرھویں کی صبح کو پھر تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارنا ہوگی۔ البتہ اسکے بعد جس وقت چاہیں منیٰ سے مکہ آسکتے ہیں۔

بہر حال بارھویں کو ظہر کے بعد آپ مکہ کی جانب آجائیں یا تیرھویں کو کسی وقت چلے آئیں۔ اب آپ مکہ پہنچ چکے ہیں اگر آپ اس دوران وہ پانچوں اعمال بجا لا چکے ہیں جنکا تذکرہ کیا گیا تو اب آپ کا حج مکمل ہو گیا ہے اور آپ حاجی بن چکے ہیں لیکن اگر وہ اعمال انجام نہیں دیے تو واپس مکہ آکر انہیں انجام دیں اور پھر آپکا حج مکمل ہو جاءے گا اور خدا (جو ہر مومن کی خلوص دل سے انجام دی گئی عبادت کو قبول کرتا ہے) نے آپ کو ہر گناہ سے پاک کر دیا اور معصومؑ کے ارشاد کے مطابق آپ اس طرح واپس آئیں گے جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا شدہ معصوم بچہ۔ کوشش کیجیے کہ حکمِ خدا کی اطاعت، گناہوں سے دُوری اور نفس پر کنٹرول کا جو مظاہرہ آپ نے

حج میں کیا وطن واپس آکر بھی آپ اسی کی پابندی کرتے رہیں اور جس طرح گناہ بخشوا کے آئے ہیں اب مزید گناہ نہ ہونے پائیں۔

آپ کو حج مبارک ہو خدا آپکا حج قبول کرے!!

چند قابلِ توجہ امور

۱۔ حج کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ کی زیارت کی بہت تاکید ہے۔ البتہ اختیار ہے۔ چاہے حج سے پہلے جائیں یا بعد میں۔

۲۔ مدینہ میں چالیس نمازیں ادا کرنا یا کم از کم آٹھ دن رہنا ضروری نہیں ہے۔

۳۔ عمرۂ تمتع کے بعد، حج مکمل ہونے تک مکہ سے نکلنا صحیح نہیں ہے۔ پس اس دوران جدہ جانا یا عرفات و منیٰ کی زیارات صحیح نہیں۔

۴۔ مسجد الحرام و مسجدِ نبوی کے پتھر پر سجدہ صحیح ہے۔ اگر کبھی قالین بچھا ہو تو تنکوں کی چٹائی، پنکھا یا کاغذ رکھ کر سجدہ کریں۔ ہاتھ یا ناخن پر سجدہ غلط ہے۔ البتہ امام خمینی اور آقا خامنہ ای کے نزدیک قالین پر بھی سجدہ صحیح ہے۔

۵۔ موجودہ مراجع کے نزدیک شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ میں بھی عمرۂ مفردہ ہو سکتا ہے۔ البتہ عمرۂ تمتع اور حجِ تمتع کے درمیان عمرۂ مفردہ نہیں ہو سکتا۔

۶۔ جس نے جان بوجھ کر یا مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے طواف النساء چھوڑ دیا اسے خود جا کر کرنا ہوگا اور بھولے سے چھوڑ دیا تو نائب بنایا جا سکتا ہے۔

۷۔ مسافر کیلیے حکمِ شریعت ہے کہ دوران سفر چار رکعتی نمازوں کو دو رکعتی (یعنی صرف دو رکعتی) پڑھیں۔ لیکن چار مقامات ایسے ہیں جہاں مسافر کو اختیار ہے چاہے پوری نماز پڑھے یا قصر پڑھے۔ ان میں مکہ و مدینہ بھی شامل ہے۔ آقا الخوئی اور آقا خامنہ ای اور آقا سیستانی کا فتویٰ ہے کہ یہ حکم مکہ و مدینہ کے پورے شہر

کیلئے ہے۔اس لئے خواہ مسجد میں نماز پڑھیں یا گھر میں، اختیار ہے۔ آقا خمینی کا فتوٰی ہے کہ یہ حکم صرف مسجد الحرام ومسجدِ نبوی کی حدود کا ہے۔باقی شہر میں نماز قصر ہی پڑھنا ہوگی۔البتہ واضح رہے کہ مسافر اسے کہتے ہیں جو دس دن سے کم کسی ایک جگہ قیام کرے۔پس جس کسی کو مکہ یا مدینہ میں سے کسی جگہ دس یا دس دن سے زائد رہنا ہو تو وہاں نماز پوری پڑھنا ہوگی۔

۸۔ برادرانِ اہلِ سنت کے ساتھ جماعت نماز میں شرکت کا ثواب ہے۔اس لئے جماعت کی نیت کرکے مسجد الحرام اور مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔اس صورت میں حمد وسورہ بھی خود پڑھیں گے اور پوری نماز آہستہ آواز میں پڑھی جائیگی۔خواہ وہ مغرب عشاء یا صبح کی نماز کیوں نہ ہو۔

عمرۂ مفردہ

اگرچہ ہمارا موضوع واجب حج ہے مگر ضمناً عمرۂ مفردہ (وہ عمرہ جسکا حج سے کوئی تعلق نہیں ہے) کا طریقہ بھی بتانا مناسب ہے۔خصوصاً اسلئے کہ بعض حضرات جو پہلے مکہ آکر حج سے پہلے ہی مدینہ جانا چاہتے ہیں انھیں چونکہ پہلے یہ عمرۂ مفردہ کرنا پڑے گا اسلئے اسکا طریقہ معلوم کرنا ضروری ہے۔

اب تک جو پانچ واجبات عمرۂ تمتع کیلیے بتائے گئے عمرۂ مفردہ میں بھی پہلے یہ پانچ کام کرنا ہے۔البتہ انکی نیت میں حسب ذیل فرق ہوگا۔

۱۔ احرام کے وقت: عمرۂ مفردہ کا احرام باندھتا/باندھتی ہوں قربۃً الی اللہ۔

۲۔ طواف کے وقت: عمرۂ مفردہ کا طواف کرتا/کرتی ہوں قربۃ الی اللہ۔

۳۔ نمازِ طواف کے وقت: عمرۂ مفردہ کے طواف کی نماز پڑھتا/پڑھتی ہوں قربۃً الی اللہ۔

۴۔ سعی کرتے وقت: عمرۂ مفردہ کیلیے سعی کرتا/کرتی ہوں قربۃً الی اللہ۔

۵۔ تقصیر کے وقت: عمرۂ مفردہ کے احرام سے فارغ ہونے کیلیے تقصیر کرتا/کرتی ہوں قربۃً الی اللہ۔

اسکے بعد دو چیزیں اور کرنا ہیں جو عمرہ، تمتع میں نہیں ہیں۔

۱۔ طواف النساء

۲۔ نماز طواف النساء

طواف النساء کا مطلب ہے کہ جب تقصیر کر لیں تو پھر کعبہ کی طرف واپس آکر پہلے والے طریقہ سے سات چکر لگائیں البتہ نیت یہ ہو گی:

"عمرہ مفردہ کیلیے طواف النساء کرتا/کرتی ہوں قربۃً الی اللہ"۔

اسکے بعد بالکل پہلے طریقے سے مقام ابراہیم پر ۲ رکعت نماز پڑھتا/پڑھتی ہوں قربۃً الی اللہ"۔

واضح رہے کہ طواف النساء اور اسکی نماز عورت و بچہ کیلئے بھی ضروری ہے خواہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ اور عمرہِ مفردہ مکمل ہو گیا۔

دوسرے عمرے:

- اگر کوئی شخص حج کے بعد یا بالکل ابتدا میں عمرہِ تمتع سے بھی پہلے دوسرے عمرے انجام دینا چاہتا ہے تو اکثر علماء نے اسکے لئے مدت کی قید لگاءی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک ایک ماہ میں صرف ایک عمرہ ہو سکتا ہے۔ بعض کے نزدیک دو عمروں کے درمیان کم از کم دس دن کا فاصلہ لازم ہے۔ آقا سیستانی و آقا خوئی کے نزدیک اگر دونوں عمرے اپنے لیے کریں تو ایک ماہ کا فاصلہ لازم ہے لیکن ماہ سے مراد ۲۹ سے ۳۰ دن نہیں بلکہ مہینہ کی تبدیلی مراد ہے اور اگر یہ عمرے الگ الگ اشخاص کیلیے ہوں تو کسی بھی فاصلے کی ضرورت نہیں۔ ایک عمرہ صبح اور ایک شام کو بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک عمرہ اپنے لیے، دوسرا والدین کیلیے، تیسرا مرحومین کیلئے، چوتھا اولاد کیلئے تو بغیر کسی فاصلے کے روزانہ بھی انجام دیئے جاسکتے ہیں۔ جبکہ امام خمینی نے ہر صورت میں ہر دو عمروں کے درمیان تیس دن کے فاصلے کی شرط لگائی ہے۔

- عمرہ زندہ کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے، مردہ کی طرف سے بھی۔ ایک عمرہ ایک شخص کیلئے بھی ہو سکتا ہے، ایک سے زیادہ کیلئے بھی اور یہ بھی ممکن ہے کہ عمرہ ایک ایسے گروہ کی طرف سے کیا جائے جن میں کچھ زندہ ہوں اور کچھ مردہ ہوں۔

- مکہ میں قیام کے دوران اگر کوئی عمرہ کرنا چاہے تو اسکے احرام باندھنے کیلیے مکہ سے قریب ہی ایک مقام ہے جسکا نام تنعیم ہے۔ اسکو مسجدِ عمرہ یا مسجدِ عائشہ بھی کہتے ہیں۔ حرم کے سامنے سے بسیں بھی وہاں جاتی ہیں اور ٹیکسی بھی مل جاتی ہے۔ یہ مقام تقریباً چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ البتہ واپسی پر مردوں کو پھر بند بسوں کا مسئلہ درپیش آئے گا۔ امام خمینی و آقا خامنہ ای نے اجازت دی ہے کہ مسجدِ عمرہ سے بند گاڑی میں آسکتے ہیں۔ اور کوئی کفارہ نہیں ہے۔ خواہ دن کو آئیں یا رات کو۔ آقای ءخوئی نے احتیاطِ واجب لگا کر مردوں کیلئے منع کیا ہے اور آقائے سیستانی نے رات کے وقت اجازت دی ہے۔ لہٰذا اگر رات کے وقت عمرہ کیا جائے تو گویا ہر مرجع کے نزدیک بند گاڑی کے سفر کی اجازت ہے (آقا خوئی کے مقلد احتیاطِ واجب میں رجوع کریں)۔

- اس مسجد میں پہنچنے کے بعد پھر اس طریقہ سے احرام باندھیں جو گزر چکا ہے۔ جس کیلئے یہ بھی اجازت ہے کہ ہوٹل یا مسافر خانہ سے احرام کی چادریں پہن کر اس مسجد تک جائیں اور وہاں صرف نیت اور تلبیہ انجام دیں۔ احرام باندھ کر واپس خانہ کعبہ آکر اسی طریقہ سے پورا عمرہ انجام دیں جسکا تفصیلی بیان گزر چکا ہے طریقہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ صرف نیت میں ان افراد کا نام شامل کرنا ہو گا جن کی طرف سے عمرہ انجام دے رہے ہیں۔ اس میں بھی سہولت ہے خواہ انکا نام لیں یا رشتہ۔ مثلاً والدین کے عمرہ کی نیت یہ ہو گی۔

"میں اپنے والدین کے عمرہِ مفردہ کا احرام باندھتا / باندھتی ہوں قربۃً الی اللہ۔"

اسی طرح باقی تمام اعمال کی نیت بھی ہو گی۔

نوٹ:

تلبیہ بہت اہم اور دل کو چھونے والا ذکر ہے۔ مگر ہر وقت اور ہر جگہ نہیں پڑھا جا سکتا ہے۔ عمرہِ تمتع و حجِ تمتع کے بیان میں گزر چکا ہے کہ تلبیہ کب بند کرنا چاہیے۔ اسی طرح عمرہِ مفردہ کرنے والے کیلیے بھی پابندی ہے۔ اگر وہ باہر سے آکر پہلا عمرہ کر رہا ہے تو مکہ کے مکانات نظر آنے پر تلبیہ بند کر دے اور اگر تنعیم وغیرہ سے آ رہا ہو تو کعبہ نظر آنے تک تلبیہ پڑھ سکتا ہے۔

نیابت کے چند مسئلے

۱۔ مرد عورت کی طرف سے اور عورت مرد کی طرف سے نیابت کر سکتی ہے۔

۲۔ جس نے پہلے کبھی حج نہ کیا ہو اور اس پر حج واجب نہیں ہے وہ نائب بن سکتا ہے اور اگر حج واجب ہے تو پہلے اپنا حج کرے۔

۳۔ صرف اسکو نائب بنا سکتے ہیں جسکی نماز بالکل درست ہو اور اسکی قرات و مخارج صحیح ہوں۔

۴۔ نائب اپنی اور مرنے والے کی تقلید کا خیال کرتے ہوئے حج کرے۔ بعض مراجع کے نزدیک تو جو نیابت پر بھیج رہا ہے (مثلاً مرنے والے کا بیٹا) اسکی تقلید کا بھی خیال کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے صرف اسی کو نائب بنائیں جو اتنی معلومات رکھتا ہو۔

عورتوں سے متعلقہ چند اہم مسائل

حج کے دوران عورتوں کو خاص طور پر حیض (ماہواری) کے مسئلے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں چند باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔ ایسی دوائیاں اور گولیوں کا استعمال جائز ہے جو خونِ حیض کو روک دے بشرطیکہ اس سے شدید ضرر نہ پہنچے۔ بہر صورت ڈاکٹر سے مشورہ کرنا مناسب ہے کیونکہ بعض اوقات ان دوائیوں کے اثرات پورے حج کو متاثر کر دیتے ہیں۔

۲۔ حالتِ حیض میں مسجد الحرام (خانہ کعبہ کے گرد کی مسجد) و مسجدِ نبوی میں داخل ہونا بھی حرام ہے۔ ٹھہرنا بھی حرام ہے۔ البتہ صفا و مروہ پر یا انکے درمیان جانا یا بیٹھنا جائز ہے بشرطیکہ مسجد کے اندر سے نہ جاءیں بلکہ باہر کا راستہ اختیار کریں۔

۳۔ ان دو مسجدوں کے علاوہ باقی تمام مسجدوں میں ٹھہرنا حرام ہے البتہ ایک دروازے سے داخل ہو کر اسطرح دوسرے دروازے سے نکل سکتے ہیں کہ ٹھہریں نہیں۔ میقات کی مساجد (مثلاً مدینہ میں مسجدِ شجرہ مکہ میں مسجدِ عمرہ یا مسجدِ عائشہ) اور زیارتوں کے دوران کی مساجد مثلاً مسجدِ قبا (مدینہ) مسجدِ جن (مکہ) وغیرہ بھی اسی حکم میں شامل ہیں۔

۴۔ جو خونِ حیض کی شرعی شرائط پر پورا نہ اترے (چاہے طبعی اعتبار سے وہ حیض ہی ہو) وہ استحاضہ کہلاتا ہے اور اس پر حیض کے احکام جاری نہیں ہوتے مثلاً جو خون تین دن سے پہلے رک جائے (بلکہ اگر حیض کا خون جاری ہو جائے اور اسے دواؤں کے ذریعے دوسرے دن روک دیا جائے) وہ شرعاً حیض نہیں قرار پائے گا۔ اس طرح جو خون دس دن سے زائد آئے اس کے دس دن سے زائد مقدار حیض شمار نہیں ہو گی۔ یہ دونوں استحاضہ کے احکام پر عمل کریں گے۔

۵۔ جو خون سیدانی ساٹھ سال کی عمر تک دیکھے وہ حیض ہے اور اسکے بعد سے استحاضہ قرار پائیگا۔ غیر سیدانی پچاس سال تک خون کو حیض قرار دے البتہ پچاس سے ساٹھ سال کے دوران کے خون میں مراجع میں اختلاف ہے آقا خمینی و آقا خامنہ ای کے نزدیک یہ خون بھی استحاضہ مانا جائے گا۔ آقا خوئی کے نزدیک احتیاط واجب کی بنا پر اس خون میں حیض و استحاضہ کے احکام جمع ہوں گے۔ البتہ آقا سیستانی سیدانی و غیر سیدانی میں عمر کے فرق کے قائل نہیں ہیں اور دونوں کیلیے ساٹھ سال تک حیض کی حد ہے واضح رہے کہ عمر کا حساب قمری سال (چاند کے حساب سے) ہو گا۔

۶۔ خواتین کیلیے مناسب ہے کہ سفر حج پر آنے سے قبل استحاضہ کے احکام بھی سمجھ لیں خصوصاً قلیلہ، متوسطہ و کثیرہ کا فرق اور انکے احکام۔ بعض اوقات طواف اور اسکی نماز کے لیے الگ الگ غسل بھی کرنا پڑتے ہیں، بعض اوقات الگ الگ وضو کرنا ہوتے ہیں، بعض اوقات تیمم بھی کرنا ہوتا ہے اور اکثر وضو یا غسل حرم کے قریب کے غسل خانوں میں انجام دینا ہوتا ہے۔ ہوٹل یا اپنی رہائش سے وضو کر کے آنا (بلکہ کبھی کبھی غسل کر کے آنا) کافی نہیں ہوتا ہے۔ اس مختصر کتاب میں تفصیلات کی گنجائش نہیں۔

۷۔ حیض کے عالم میں عمرہ وحج کے وہ تمام واجبات انجام دیئے جاسکتے ہیں، جو مسجد الحرام کے اندر نہیں ہوتے۔ یعنی طواف و اسکی نماز کے علاوہ باقی واجبات کیلئے حیض رکاوٹ نہیں ہے یہاں تک کہ احرام بھی اسی حالت میں پہنا جاسکتا ہے۔ اس مسئلے کی کچھ وضاحت کی جارہی ہے۔ تفصیل کیلیے مراجع کی کتاب یا علماء سے رجوع کریں۔

اگر حج کے پہلے حصے یعنی عمرہِ تمتع میں حیض آجائے

اگر عمرہِ تمتع کا احرام پہننے سے پہلے عورت حیض میں ہو تو وہ اسی حالت میں احرام پہن کر مکہ آجائے اور پھر عمرہ کے باقی واجبات روک کر پاک ہونے کا انتظار کرلے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ یہی حکم اس وقت ہے جب احرام کی حالت میں تو عورت پاک تھی مگر طواف شروع کرنے سے قبل حیض شروع ہو جائے۔ یہ دونوں خواتین پاک ہو کر عمرہ تمتع مکمل کریں۔ البتہ حیض طواف و اسکی نماز کے بعد شروع ہوا تو عمرہِ تمتع کے باقی دونوں واجبات (سعی و تقصیر) اسی حالت میں انجام دے کر احرام سے فارغ ہو جاءیں

اہم مسئلہ:

جن حالتوں میں حائض پر واجب ہے کہ وہ عمرہِ تمتع کے واجبات روک کر انتظار کریں اگر انکے پاس انتظار کا وقت نہ ہو (یعنی حج کے دوسرے حصہ حج تمتع کا وقت آگیا ہو۔ مثلاً ایک ذالحجہ کو مکہ میں داخل ہوئے اور پاک ہونے کی تاریخ ۱۰ ذالحجہ ہے جبکہ حِج تمتع ۹ ذالحجہ کو شروع ہو جاتا ہے) تو ایسی صورت میں مسئلہ کی مختلف صورتیں ہیں۔ جنکا بیان درج ذیل ہے۔ بظاہر مسئلہ پیچیدہ محسوس ہوتا ہے مگر ذرا غور سے مطالعہ کریں تو واضح ہو جائے گا۔

۱۔ اگر احرام پہنتے وقت ہی حائض تھی اور یقین تھا کہ دوسرا حصہ شروع ہی سے (احرام پہنتے وقت ہی) حج افراد کی نیت کرنا ہوگی اور عمرہِ تمتع کی نیت نہیں کر سکتی البتہ آقاخوئی کے نزدیک مافی الذمہ کی نیت بھی کر سکتی

ہے۔ اب اسکا حج شروع سے ہی حج افراد ہو گا یعنی اسے نہ عمرہِ تمتع کرنا ہے نہ حجِ تمتع البتہ حجِ افراد کے بعد ایک عمرہِ مفردہ کرنا ہو گا۔

لیکن اگر اسکا یہ یقین غلط نکلا اور یہ پاک ہو گئی تو اس صورت میں آقا خمینی کے نزدیک اسکا یہ احرام (حجِ افراد والا) باطل ہو گیا اور اسے عمرہِ تمتع کی نیت سے نیا احرام پہن کر اب عام طریقے سے عمرہِ تمتع و حجِ تمتع کرنا ہے۔ آقا خوئی کے نزدیک اگر اس نے حجِ افراد کی نیت کر کے احرام پہنا تھا تو یہی حکم ہے اور اگر معافی الذمہ کی نیت سے احرام پہنا تھا تو اسی احرام میں عمرہِ تمتع کر کے عام طریقے سے حج انجام دے۔ آقا سیستانی کے نزدیک ہر اس صورت میں بھی (یعنی جب اسکا یقین غلط نکلے اور اس نے حجِ افراد کی نیت کی ہو) وہ نیت بدل کر عمرہ تمتع کی نیت کرے۔

(نوٹ: اس پورے مسئلے میں آقا خامنہ ای کا فتویٰ حاصل نہ ہو سکا)

۲۔ اگر احرام پہنتے وقت حائض تھی اور اندازہ تھا کہ پاک ہو کر عمرہِ تمتع مکمل کرنے کا موقع مل جائے گا (یعنی پہلے مسئلے کے برعکس) مگر پھر اندازہ غلط نکلا اور پاک نہ ہو سکی یہاں تک کہ حج کے دوسرے حصے کا وقت بھی آ گیا تو اب اسکا حج بدل کر حجِ افراد ہو جائے گا۔ اس مسئلے میں بھی آقا خامنہ ای کا فتویٰ حاصل نہ ہو سکا۔

۳۔ اگر احرام کے وقت پاک تھی مگر مکہ پہنچ کر طواف شروع کرنے سے پہلے حیض شروع ہو گیا اور پاک ہونے سے پہلے حج کا دوسرا حصہ (۹ ذی الحجہ احرام پہن کر عرفات پہنچنا) شروع ہو جائے گا تو ایسی صورت میں آقا خمینی کے نزدیک وہ نیت بدل کر حجِ افراد کی نیت کرے۔ آقا سیستانی کے نزدیک اسے اختیار ہے کہ چاہے تو نیت بدل کر حجِ افراد کی نیت کرے اور چاہے تو اسی عمرہِ تمتع کی نیت پر باقی رہتے ہوئے طواف و اسکی نماز چھوڑ کر سعی و تقصیر کر کے عمرہِ تمتع کا احرام اتار دے اور حجِ تمتع کا احرام پہن کر عرفات چلی جائے اور حجِ تمتع کے سارے اعمال انجام دیکر کہ جب اسکا طواف کرنے آءے تو اس سے پہلے عمرہِ تمتع کا طواف و نمازِ طواف انجام دے اور پھر حجِ تمتع کا طواف انجام دے۔ اس مسئلے میں بھی آقا خامنہ ای کا فتویٰ حاصل نہ ہو سکا۔

۴۔ اگر احرام کے وقت پاک تھی اور طواف اور اسکی نماز ادا کر کے نجس ہو گئی تو اس حالت میں سعی اور تقصیر کر کے عمرہِ تمتع مکمل کرے جیسا کہ شروع میں بیان ہو چکا ہے۔

جب حج کے دوسرے حصے یعنی حجِ تمتع میں حیض آجائے

حائضہ عورت کیلیے حج کے پہلے حصے یعنی عمرہِ تمتع میں جتنی پیچیدگی محسوس ہو رہی ہے۔ اتنا ہی دوسرے حصے یعنی حجِ تمتع میں مسئلہ آسان محسوس ہوتا ہے۔ اگر کوئی عورت حجِ تمتع کے درمیان حائضہ ہو جاءے تو پورے حج کو ایک عام پاک عورت کی طرح انجام دیتی رہے اور صرف اعمال مکہ (یعنی حج کا طواف اور اسکی نماز، سعی، طواف النساء، اور اسکی نماز) چھوڑ دے اور جب پاک ہو جاءے تو اسے انجام دے دے اور اگر حج کے بعد پاک ہونے تک انتظار ممکن نہیں ہے (مثلاً پاکیزگی ۱۶ ذی الحجہ کو حاصل ہو گی اور واپسی کی پرواز ۱۴ ذالحجہ کو ہے) تو طواف اور اسکی نماز کیلیے کسی نائب کو مقرر کرے پھر سعی خود جا کر کرے (مگر مسجد سے ہو کر صفا مروہ نہ جائے بلکہ باہر کا راستہ اختیار کرے) اور پھر سعی کیلیے طواف النساء اور اسکی نماز کیلیے کسی کو نائب مقرر کرے۔ البتہ دونوں صورتوں میں نائب ایسا ہو کہ اسکی نماز بالکل درست ہو۔

دوسرے الفاظ میں حیض کے عالم میں حج کا احرام پہنا جا سکتا ہے (مگر مسجد الحرام میں جا کر نہیں) عرفات مزدلفہ منیٰ جاسکتے ہیں، شیطان کو کنکریاں مارنا، قربانی، تقصیر اور منیٰ کی راتوں کے قیام کیلیئے بھی طہارت شرط نہیں ہے۔

حجِ افراد

جیسا کہ کتاب کے شروع میں گزر چکا ہے کہ مکہ سے دور رہنے والوں پر جو حج واجب ہے وہ حجِ تمتع کہلاتا ہے۔اور مکہ والوں کیلیے جو حج واجب ہے وہ حجِ افراد کہلاتا ہے مگر بعض اوقات مکہ سے دور رہنے والوں پر بھی حجِ افراد واجب ہو جاتا ہے۔ خصوصاً حائضہ عورتوں کیلیے اسی لئے اسکا مختصر بیان بھی ضروری ہے۔

مکہ سے دور رہنے والے جو حج عموماً انجام دیتے ہیں اسکے دو حصے ہوتے ہیں یہ دونوں مل کر ایک حج قرار پاتے ہیں جبکہ حجِ افراد میں تنہا ایک ہی حج ہوتا ہے۔اسکا طریقہ وہی ہے جو عام حج کے دوسرے حصے کا ہے۔یعنی عورت اگر شروع سے ہی حجِ افراد کر رہی ہے (احرام پہنتے وقت ہی جس کا شرعی وظیفہ افراد ہو) تو وہ احرام بھی افراد کی نیت سے باندھے گی جو اسطرح ہے:"میں اپنے واجب حج افراد کا احرام پہنتی ہوں قربتاً الی اللہ اور اگر شروع میں اس نے عمرہِ تمتع کا احرام پہنا اور مکہ پہنچ کر اسکی ذمہ داری حجِ افراد ہو گئی تو وہ صرف نیت بدل دے گی کہ اب میں حجِ افراد انجام دیتی ہوں قربتاً الی اللہ۔

مکہ پہنچ کر جہاں اسکے افراد خاندان و قافلے والے عمرہِ تمتع انجام دیکر احرام اتار کر پھر چند دن کے انتظار کے بعد حجِ تمتع کا احرام پہن کر عرفات جائیں گے،وہاں یہ حالت احرام میں مکہ میں ہی رہ کر اس احرام سے دوسروں کے ساتھ عرفات جائے گی۔ اسکے بعد تمام اعمال وہی ہوں گے جو دیگر حجاج انجام دے رہے ہیں۔صرف یہ کہ حجِ افراد میں قربانی واجب نہیں ہے۔(البتہ مستحب ہے) یعنی دس ذی الحجہ کو بڑے شیطان کو کنکر مارنے کے بعد یہ چاہے تو تقصیر کرکے احرام فوراً اتار سکتی ہے۔(جبکہ دوسروں کو قربانی کرنے کے بعد حلق یا تقصیر کی اجازت ہے) اسی طرح یہ منیٰ میں قیام واعمال مکہ دوسروں کی طرح انجام دے گی اور اسکا یہ حج صحیح بھی ہوگا اور واجب فریضہ بھی ادا ہو جاے گا۔

البتہ حج کے بعد(اگر اسکے لئے ممکن ہو) تو اسے ایک عمرہِ مفردہ بھی انجام دینا ہوگا۔تفصیلات کیلیے مراجع کی کتاب یا علماء سے رجوع کریں۔